إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ * عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی للعہ

جلد ۱۷	مورخہ ۱۶ر اگست سنہ ۱۹۲۹ء	یوم جمعہ	مطابق ۱۰ر ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ	نمبر ۱۴

مدینۃ المسیح

اطلاع آمدہ از کشمیر مظہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ۱۰ر اگست پہلگام سے واپس سرینگر تشریف لے آئے ہیں حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر ناظر اعلےٰ رخصت سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۱۴ر اگست مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل اور گیانی واحد حسین صاحب جماعت احمدیہ ہونگ ضلع گجرات کے جلسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ وہاں پر مباحثہ کا بھی امکان ہے مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل علاقہ سرگودھا سے مونگ پہونچیں گے۔

بارش نہ ہونے کی وجہ سے گرمی بدستور ہے۔

اعلانات نظارت اعلیٰ

(۱) صوبہ سرحد اور بنگال پراونشل انجمن احمدیہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے دس فیصدی چندہ عام میں سے مقامی ضروریات کے لئے رکھنے کی اجازت عطا فرما دی ہے۔ ہر دو صوبوں کی جماعتہائے کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔

(۲) جماعت احمدیہ نیرو بی کی خط و کتابت پر عہدے انکو نئے انتخاب کے لئے لکھدیا تھا۔ اس لئے انہوں نے نیا انتخاب کر کے بھیجدیا جو احمدیہ گزٹ جلد ۴ ۳۲ میں شائع ہو چکا ہے۔ مگر اس کے بعد مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس جماعت سے حق انتخاب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے چھینا ہوا ہے۔ اور سابقہ ممبروں کا تقرر خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے نامزد فرمایا تھا۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا جماعت احمدیہ نیرو بی کو اطلاع دیجاتی ہے کہ جو انتخاب احمدیہ گزٹ ۳۲ جلد ۴ میں چھپا ہے وہ منسوخ کیا جاتا ہے۔ اور سابقہ انتخاب کو ہی برقرار رکھا جاتا ہے۔

(۳) جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ بنگال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مولوی محمد عظیم الدین صاحب کو یکم مئی سنہ ۲۹ء سے ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۳۲ء تک کے لئے مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

فتح محمد سیال ناظر اعلےٰ

اعلانات نظارت تعلیم و تربیت

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہایت ضروری ارشاد:- "ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے"

اس ارشاد کی تعمیل میں نظارت تعلیم و تربیت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا امتحان جاری کر رکھا ہے اس سال کے لئے حقیقۃ الوحی اور نجم الھدیٰ کا الگ الگ امتحان مقرر ہے۔ احباب کا فرض ہے کہ اس امتحان میں شریک ہونے

کے لئے اپنے نام بہت جلد دفتر ہذا میں لکھوا دیں۔ ہاں یہ بتانا غیر ضروری نہ ہوگا۔ کہ اس امتحان میں اول رہنے والے کے لئے انعام بھی مقرر ہے۔ گویا ہم خرما و ہم ثواب کا نہایت ہی عمدہ موقعہ ہے۔ فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ امتحان ماہ اکتوبر سنہ ۲۹ء میں ہوگا۔

(۲) متعدد بار اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ جس جس جماعت میں اب تک سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر نہیں ہوئے۔ وہاں کی جماعتیں سیکرٹری تعلیم و تربیت کا انتخاب کرکے فوراً دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ اور جہاں جہاں سیکرٹری صاحبان مقرر ہیں۔ ان کی ماہواری رپورٹیں کم از کم ہر ماہ کی دس تاریخ تک اس دفتر میں پہنچ جانی چاہئیں۔ جن احباب کے پاس فارم رپورٹ ماہواری موجود نہ ہوں وہ دفتر ہذا سے طلب فرما دیں۔ اب ماہ جولائی کی صرف چند ایک رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ لہذا تمام امراء پریذیڈنٹ و سیکرٹری صاحبان اس امر کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ آئندہ امید ہے کہ احباب اس کام میں ہرگز تساہل نہ فرماوینگے۔

مرثیہ بدو زبان فارسی و عربی

متعلقہ بہ وفات حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ

(نتیجۂ فکر مولانا صوفی غلام رسول صاحب راجیکی)

اے عزیز خاطر قوم ما اے نزیل منزل منتہی
نرود سر تو ز یاد ما تو حبیب ما تو مراد ما
ہمہ حلم و رفق و موانست ہمہ حسن خلق و محبتت
چہ بیاں کنیم ثنائے تو چہ عیاں کنیم بہائے تو
بہ نگاہ عارفاں شان تو بہ رفیع قدر و مکان تو
اے شہید دین و نثار آں اے سعید و حامل بار آں
ہمہ حسن خلق و خصال تو شدہ مشعرے بہ کمال تو
بہ تو افتخار تلامذہ بہ تو فخر جملہ اساتذہ
تو نشان برکت نور دیں بدروس جملہ علوم دیں
تو ز مخلصان امام ما تو مرید صادق و باوفا
رہ عشق نیست فنا فنا بر وصل نیست بقا بقا
ہمہ واصفان زبان تو بہ کمال حسن بیان تو
شدہ مردماں بمواعظت ہمہ صوفیاں بمراقبت
تو بحسن و خوبی قرأتے شدی بہر مصحف عزتے
ز عجائبات کلام تو بہ وغا سنان و حسام تو
تو بحرب بحث و مناظرہ بہ سلاح حالت حاضرہ
تو بمنع و نقض و معارضہ چو شدی مدافع عارضہ
بمصاف در صف اولیں بہ جہاد پیش مجاہدین
بگروہ صوفیان باصفا بگروہ عارفان مجتبیٰ
بصفات کاملہ عالمے بہ گروہ عالماں کاملے
گہے مہبط اسرار حق گہے مطلع انوار حق
ہمہ عاشقان مذاق او شدہ در بکاء ز فراق او
دل ما بدرد و قریں شدہ ز فراق یار حزیں شدہ
عمرش گذشت بخدمتے پئے قوم و مذہب و ملتے
رفع الالٰہ مقامہ بلغ العلیٰ و مرامہ

اَسَفًا عَلٰی یَوْمِ الرَّحِیْلِ رَحَلْتَ فِیْہِ مُفَارِقًا
بِفِرَاقِ مِثْلِکَ لَوْعَۃٌ بِدُمُوْعِ صَبِّکَ مِنْ اَذًی
ہِیَ فِی الْقُلُوْبِ بِنَقْشِہَا بِتَأَثُّرٍ مِنْ ذِکْرِہَا
فَقَدُوْا نَظِیْرَکَ فِی الزَّمَانِ اِذْ رَاَوْکَ کَفَرْدًا
لَکَ بِالْمَعَارِجِ رِفْعَۃٌ وَلَکَ الْمَدَارِجُ بِالْعُلٰی
بِعُلُوْمِ دِیْنِنَا فَخْرُنَا بِفُیُوْضِ عِلْمِکَ عَیْنُہَا
لَکَ بِالْمَکَارِمِ عَظْمَۃٌ وَلَکَ الْمَحَاسِنُ بِالثَّنَا
حَسِبُوْکَ مِنْ اَفْرَادِہِمْ مُتَفَرِّدًا مُتَوَحِّدًا
بِتَشَکُّرٍ اِیَّاکَ سَعْیَہٗ فَشَکَرْتَہٗ مُتَشَکِّرًا
فَظُہُوْرُ مِثْلِکَ اٰیَۃٌ بِکَ لَاحَ صِدْقُ مَسِیْحِنَا
بِہُدَاکَ فِیْکَ لَاُسْوَۃٌ لِحَیَاۃِ مَرْطَلَبِ الْہُدٰی
فَیُحْسِنُ لَحْنِکَ سَکِرُوْا سُحِرُوْا بِصَوْتِکَ کَالْغِنَا
بِتَوَاجُدٍ وَتَرَاقُصٍ مُتَلَذِّذِیْنَ تَأَثُّرًا
وَبِحِفْظِہٖ جَوَّدْتَہٗ لَفْظًا وَمَعْنًی بِاقْتِضَا
وَاِذَا وَعَظْتَ فَاِنَّہٗ رَوِیَ الْمُعَطَّشُ بِالرَّوِیْ
لَقَطَعْتَ صَفَّ مُحَارِبٍ وَقَتَلْتَ خَصْمَکَ فِی الْوَغٰی
لَجَعَلْتَ خَصْمَکَ سَاکِتًا وَعَرَضْتَ فَوْزَکَ مُفْحِمًا
ہُوَ خَیْرُ عَسْکَرِ دِیْنِنَا ہُوَ خَیْرُ حِزْبِ اِلٰہِنَا
بِتَعَبُّدٍ وَتَزَہُّدٍ لَنُمُوْذَجٌ لِمَنِ اتَّقٰی
ہُوَ بِالْمَعَارِفِ عَیْنُہَا ہُوَ بِالْحَقَائِقِ بَحْرُہَا
بِکُشُوْفِہَا مُتَشَرِّفٌ بِکَرَامَۃٍ لِمَسِیْحِنَا
فَرْعُ الْکِرَامِ لِہِجْرَۃٍ اَسَفًا بِہٖ وَتَأَلُّمًا
اَسَفًا بِفُرْقَۃِ مِثْلِہٖ لَہْفًا عَلَیْہِ بِمَا جَرٰی
خَدَمَ الْخَلَائِقَ مُخْلِصًا نَفَعَ الْاَنَامَ مُؤَیَّدًا
وَاُجِیْبَ دَعْوَتُہٗ لَہٗ فَلَقِی الْجَزَا بَدَا لَدَیْہَا

ہمو سم کہ من بجوار او برسم بہ برکت یار او
آملاً بفیض مسیحنا قدسی او رحمۃ ربنا

قصبہ چھمباری ضلع امرتسر میں غیر احمدیوں کا فرار

مولوی خان محمد سکنہ چھمباری و ماسٹر امام الدین صاحب احمدی کے مابین حیات مسیح، ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود پر علی الترتیب تین روز مورخہ ۱۰-۱۱-۱۲ اگست ۱۹۲۹ء کو مناظرہ قرار پایا۔ شرائط وغیرہ کا کمل تصفیہ ہو کر فریقین کی دستخطی تحریر نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں پہنچ گئی۔ ناظر صاحب نے ماسٹر صاحب موصوف کو اطلاع دی کہ ہمارے مناظر وقت مقررہ پر پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ خاکسار معیت مولوی محمد سلیم صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ۹ راگست کی شام کو قصبہ مذکور میں پہنچ گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ غیر احمدی فرار کر چکے ہیں۔ بلکہ ہمارے متعلق نظارت کے اطلاعی خط کو پڑھ کر انہوں نے ماسٹر صاحب سے باصرار منت و سماجت کی کہ مناظرہ بند کر دیا جائے۔ بلکہ اس غریب احمدی کو دھمکی بھی دی۔ اور تحریر بہ اکراہ دستخط بھی کروا لئے۔ کہ ہمارے مولوی صاحب صرف تقاریر کریں گے۔ اصل فریق ثانی مولوی خان محمد جس نے شرائط پر دستخط کئے تھے۔ اس کو بلایا گیا اس نے کہا۔ کہ میں نے یہ تحریر نہیں لکھوائی بلکہ مولوی جان محمد امام مسجد اور دوسرے لوگوں نے "دھوکا" سے لکھوائی ہے۔ ان لوگوں نے اس کو صاحب موصوف کا فریب اور جھوٹ قرار دیا۔ ہم نے انہیں پھر مباحثہ کے لئے کہا۔ علماء لانے کے لئے وقت دیا گیا۔ حفظ امن کی ذمہ واری فریقین کی طرف سے چودھری انور خاں صاحب رئیس نے اٹھانی منظور کی۔ مگر مولویوں میں کچھ سکت باقی نہ رہی تھی۔ انہوں نے کھلے لفظوں میں اپنے عجز کا اعتراف کیا۔ مولوی خان محمد عربی کی لیاقت کے متعلق ڈینگیں مارا کرتا تھا مگر دو فقرے بھی صحیح نہ بول سکا جس سے اس کو بہت ہی ندامت ہوئی۔ ہم نے پبلک پر واضح کر دیا۔ کہ ہم صرف بھولے کو گھر تک پہنچانا چاہتے ہیں ورنہ ہمارا اصل مقصود مباحثہ نہیں بلکہ پیغام حق پہنچانا ہے۔ الحمد للہ کہ اہل گاؤں پر اچھا اثر ہوا۔ اور عام لوگ مولوی صاحبان کی نازیبا حرکت پر نفرت کا اظہار کرنے لگے۔ کچھ عرصہ تک تحقیقی طور پر سوال و جواب ہوتے رہے۔ ایک آریہ سماجی سے بھی کافی دیر تک بہت عمدہ گفتگو ہوئی۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری

دعا درخواست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

جلد ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ راگست ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۴

کیا ہندوستان سوراجیہ کے قابل ہے؟

۷ راگست ۱۹۲۹ء کو موضع بھینی متصل قادیان میں بعض شوریدہ سر سکھوں اور ہندوؤں نے جمع ہو کر پولیس کی موجودگی میں جس طرح قانون کی خلاف ورزی کی۔ اور حکومت کے خلاف ایک منظم بغاوت کی۔ اس کے متعلق ہم ان ہندوستانی رہنماؤں سے جو ملک کو سوراج دلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں نہایت خلوص دل سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس واقعہ اور اسی قسم کے دیگر سینکڑوں واقعات پر جو آئے دن طول و عرض ہند میں ہوتے رہتے ہیں۔ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ اور پھر پوری دیانتداری سے بتائیں۔ کہ جس ملک میں قانون شکنی کا جذبہ اور جملہ امور کو اپنے حسب منشاء طے کرنے کا خیال اس قدر زوروں پر ہو۔ وہاں سوراجیہ کسی صورت میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے؟

کیا اس امر سے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ قانون کا احترام اور پابندی آئین نظام حکومت کی کامیابی کے لئے نہایت اشد ضروری چیزیں ہیں۔ اور جس ملک میں یہ باتیں موجود نہ ہوں۔ وہاں کبھی امن وامان اور سکون پیدا نہیں ہو سکتا۔ یورپین اقوام پابندی آئین اور احترام قانون میں اس قدر بڑھی ہوئی ہیں۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اور سچ تو یہی ہے کہ انکی حکومتوں کی کامیابی اور ترقی کا دارومدار بہت حد تک اسی بات پر منحصر ہے۔ انفرادی اور شخصی افعال کی ذمہ واری قوم پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ لیکن منظم سازش اور مجتمع شدہ قوت کے ساتھ قانون کو محض اپنے حسب منشاء نہ ہونے کی وجہ سے توڑنا نہایت ہی شرمناک فعل ہے۔ مسمار شدہ مذبح حکام وقت سے باقاعدہ حصول اجازت کے بعد تعمیر ہوا تھا۔ اگر کسی کو اس پر کوئی اعتراض تھا۔ تو آئینی طور پر حکام بالا کے نوٹس میں لاتا۔ اور اگر اسے رد کر دیا جاتا۔ تو ایک امن پسند اور شریف شہری کی طرح قیام امن اور ملکی مفاد کی خاطر اپنے احساسات کو قربان کر دیتا۔ لیکن یہ کیا بیہودگی ہے۔ کہ تمام آئینی راستوں کو ترک کر کے ایسی روش اختیار کی جائے۔ جو ملک کے امن وامان کے لئے مضر ہونے کے علاوہ حکومت وقت کو بھی پریشانی میں مبتلا کرنے کا موجب ہو +

ہم اس بات کو نہایت رنج اور افسوس سے دیکھ رہے ہیں کہ ہندو اور سکھ اپنی اکثریت اور اثر ورسوخ کے بل بوتے پر غریب اور کمزور مسلمانوں پر طرح طرح کے ستم ڈھا رہے ہیں۔ جہاں بھی ان کا بس چلے ان پر زندگی اجیرن کر دیتے ہیں۔ ظفروال کا قضیہ نا مرضیہ ابھی طے نہیں۔ اور وہاں کے غریب اور مفلس ونادار مسلمان سکھ اکثریت کے ہاتھوں بدستور دکھ اٹھا رہے ہیں۔ اذان جیسے مذہبی فریضہ سے انہیں جبراً روکا جا رہا ہے۔ اور اب پر نیا شاخسانہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اور سنا جاتا ہے کہ بعض اور مقامات کے کمزور مسلمانوں کو بھی تکلیف پہنچانے کے مشورے ہو رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ایسی حالت میں ہو رہا ہے کہ جب سر پر ایک غیر جانبدار حکومت نگرانی کے لئے موجود ہے۔ جو ہر قوم کو بنظر یکساں دیکھنے کی مدعی ہے۔ اس لئے یہ امر غور طلب ہے کہ اگر ہندوستان کو سوراجیہ حاصل ہو جائے اور کوئی ایسی طاقت موجود نہ رہے جو زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکے۔ تو مسلمانوں کی اس ملک میں کیا حالت ہوگی۔ اس صورت میں اول تو اس کا امکان ہی بہت کم ہے کہ مسلمانوں کو اپنے جائز مذہبی حقوق حاصل ہو سکیں گے۔ لیکن اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حکومت اسکی اجازت دیدے تو کیا غیر مسلم پبلک سے امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ رواداری سے کام لیتی ہوئی ایسے معاملات میں مسلمانوں سے کوئی تعرض نہیں کرے گی۔ نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ جو قوم ایک غیر ملکی۔ غیر مذہبی۔ اور غیر جانبدار حکومت کے رعب سے مرعوب ہونے کے باوجود مسلمانوں کے جائز حقوق غصب کرنے سے نہیں چوکتی۔ اس سے اس حالت میں کیا توقع ہو سکتی ہے۔ جبکہ نظام حکومت عملاً انہیں کے ہاتھ میں ہوگا +

پس ہم بلا خوف تردید اور کامل وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستانی ابھی اخلاقی اور مجلسی اعتبار سے اس بلند مقام پر نہیں پہنچے جس پر پہنچنا نظام حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینے کیلئے ضروری ہے۔ اس لئے ہمارے رہنماؤں کو دیگر پروگرام ترک کر کے پہلے ہندو اور سکھوں کو رواداری اور بردباری کی تعلیم دینی چاہیئے +

اگرچہ ہندو سکھ پبلک کی یہ روش ۔۔۔ زیادہ حوصلہ افزا نہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں بالکل مایوسی نہیں اور کامل امید رکھتے ہیں کہ ان کے بارسوخ رہنما یقیناً اس حالت سے متاثر ہونگے۔ اور اسکی اصلاح کے لئے تمام توجہ صرف کر دیں گے۔ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ جب ان سکھوں کی امداد کے لئے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی سے امداد کی درخواست کی گئی۔ تو اس کے شریف الطبع ارباب حل وعقد نے صاف الفاظ میں ایسے لوگوں کی جو بلاوجہ قانون شکنی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو ہمیں پوری امید رکھنی چاہیئے۔ کہ ملک ضرور کسی نہ کسی دن فلاح وکامیابی کے رستہ پر گامزن ہونے کے قابل ہو سکے گا +

گاندھی جی کی فرقہ وارانہ اغراض سے وابستگی

گاندھی جی نے باوجود سیاسیات سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے نہرو رپورٹ کی تائید وحمایت میں اپنی ساری قوت اور طاقت صرف کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انہیں مسلمانان ہند کے سیاسی مفاد کی کوئی پرواہ نہیں۔ کیونکہ نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کو جس طرح کند چھری سے ذبح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور مسلمانوں کی اس کے خلاف چیخ وپکار انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں گاندھی جی کو ثالث سمجھ لیا جائے۔ اور مسلمان ان سے فیصلہ کرانے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسوسی ایٹڈ پریس کی اس اطلاع پر کہ شریمتی سروجنی نائیڈو اس امر کی کوشش کر رہی ہیں کہ ہندو اور مسلمانوں کے سیاسی تنازعات کو سلجھانے کے لئے گاندھی جی اور مسٹر جناح کی ایک خاص کانفرنس منعقد کرائی جائے ملاپ (۳۰ جولائی) لکھتا ہے:-

"ہمیں اس کانفرنس میں ایک اصولی غلطی نظر آتی ہے۔ اور وہ غلطی یہ ہے کہ مہاتما گاندھی کو اس تنازعہ میں ایک فریق کی حیثیت سے گھسیٹنا سخت قابل اعتراض ہے۔ اس طرح اگر کوئی سپیشل کانفرنس بھی منعقد ہو۔ تو اس میں مہاتما گاندھی بطور ثالث کام کر سکتے ہیں۔ ان کا فریق بنکر ایسے کام کا بیڑا اٹھانا ان کو انکے فرقہ وارانہ اغراض سے وابستہ کر لے گا۔ اور انکی آل انڈیا پوزیشن کو خطرہ میں ڈال دے گا"

کون نہیں جانتا۔ ہندو مسلمانوں میں موجودہ سیاسی تنازعات کا سب سے بڑا باعث نہرو رپورٹ ہے۔ اور پھر کسے معلوم نہیں گاندھی جی نہرو رپورٹ کے سب سے بڑے حامی ہیں۔ اور انہوں نے گورنمنٹ کے خلاف اپنے تمام شکوے شکایات پر خاک ڈالکر نہرو رپورٹ کو منظور کرانا "بڑا بھاری کام" قرار دے لیا ہے۔ چنانچہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں انہوں نے سارا زور اسی پر صرف کیا۔ کیا یہ اس بات کے لئے کافی نہیں۔ کہ وہ ایک فریق بنکر اپنے آپ کو فرقہ وارانہ اغراض سے وابستہ قرار دے چکے ہیں۔ اور اپنی آل انڈیا پوزیشن کو ترک کر بیٹھے ہیں

ہمارے نزدیک تو انہوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو آل انڈیا پوزیشن میں نہیں رکھا۔ ان کی ہر بات اور ہر کوشش کی تہ میں فرقہ وارانہ اغراض کام کرتی رہیں۔ اور انہیں بارہا ظاہر بین ہندوؤں کو مطمئن کرنے کے لئے اس کا اعلان بھی کرنا پڑا۔ لیکن نہرو رپورٹ نے تو انکی حقیقت بالکل الم نشرح کر دی۔ اور صاف ثابت ہو گیا۔ کہ وہ ہر حالت میں ہندو ہیں۔ خواہ وہ سیاسی میدان میں ہوں۔ یا سابرمتی آشرم میں۔ پس مسلمان نہ تو انہیں "ثالث" کی پوزیشن دے سکتے ہیں۔ اور نہ ان کے کسی فیصلہ پر اعتماد کر سکتے ہیں +

پنجاب سائمن کمیٹی کی رپورٹ

نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے۔ پنجاب سائمن کمیٹی کی اکثریت کی رپورٹ میں مسلمانوں کو نمائندگی کا حق اس نسبت سے نہیں دیا گیا۔ جو انہیں اپنی تعداد کے لحاظ سے ملنا چاہیئے تھا۔ ہندو اور سکھ ممبران کمیٹی نے تو بات بات میں مسلمانوں کے حقوق کی مخالفت کی ہے۔ اور اپنی رپورٹ بھی علیحدہ مرتب کی ہے۔ مگر ان سے ہمیں شکوہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا۔ ہندو مہا سبھا اور نہرو رپورٹ کے عین منشاء کے مطابق کیا۔ گلہ ہے تو کمیٹی کی اکثریت پر۔ جس میں مسلمان ممبر بھی شامل تھے ✦ ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے۔ مسلمان جنکی تعداد دوسری تمام اقوام کے مقابلہ میں پنجاب میں ۵۵ فیصدی ہے۔ انہیں دوسروں کی نسبت صرف ایک نشست زیادہ دیگئی ہے۔ یعنی پنجاب کونسل کے لئے ۱۶۵ نشستیں رکھی گئی ہیں۔ جن میں سے ۸۲ غیر مسلم اور ۸۳ مسلم نشستیں ہوں گی ✦

ایک نشست کی زیادتی کے متعلق اول تو یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ انتخاب کے بعد قائم بھی رہے گی۔ مزدوروں کے حلقہ سے مسلم نشست قرار دیگئی ہے۔ حالانکہ اس حلقہ کی طرف سے کسی مسلمان کا کامیاب ہونا آسان نہیں۔ بے شک موجودہ کونسل میں اس کی طرف سے مسلمان رکن ہے۔ لیکن وہ نامزدگی کے ذریعہ مقرر ہوا ہے نہ کہ انتخاب سے۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ انتخاب کے بعد نشستیں اسی نسبت سے قائم رہینگی۔ جو کمیٹی نے قرار دی ہے۔ تو بھی غیر مسلموں کے لئے مسلمانوں کی ایک رائے کو توڑ لینا کوئی مشکل امر نہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق مقررہ نسبت پر اعتماد کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے

مذہبی بحث اور آریہ سماج

حال میں ایک اور آریہ بدگو سوامی چدانند کو دہلی کی ایک عدالت سے بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دل آزار مضمون شائع کرنے کی پاداش میں سزا ہوئی ہے۔ آریہ اخبارات بجائے اس کے کہ ایسے فتنہ پرداز لوگوں سے اظہار نفرت کریں تاکہ کسی اور کو انکی تقلید کی جرأت نہ ہو۔ پورے زور سے انکی حمایت کرتے ہیں چنانچہ سوامی چدانند کی سزا کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ "ملاپ" (۲۵ جولائی) لکھتا ہے:۔

"اس قسم کے مضامین پر بھی سزا کا ملنا تو یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ کسی قسم کی مذہبی بحث اور مذہبی تحقیقات نہ کی جا سکے۔ جو حد درجہ افسوسناک ہے"

حیرت ہے یہ بات اس وقت یاد آتی ہے۔ جب ایک بدزبان آریہ اپنی بدزبانی کا خمیازہ بھگتنے کیلئے جیل میں ڈالا جاتا ہے لیکن اس وقت بالکل بھول جاتی ہے جب آریہ سماج کے متعلق نہایت متانت اور سنجیدگی سے کسی کتاب میں بحث کی جائے۔ "انیسویں صدی کا مہرشی" کتاب کے خلاف آریوں نے جو طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ اور اب مسٹر ایف کے درانی کی کتاب کے متعلق جو کچھ کر رہے ہیں۔ کیا اسے پیش کر کے ہم پوچھ سکتے ہیں یہ "مذہبی بحث اور مذہبی تحقیقات" کے رستہ میں رکاوٹ ڈالنا ہے یا نہیں۔

کاش آریہ صاحبان مذہبی بحث کو اپنی مشہور عالم بدزبانی اور بدگوئی سے ملوث نہ کریں تا نہ ان کے سوامیوں اور مہاشوں کو جیل خانوں میں جانا پڑے۔ اور نہ مسلمانوں کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کی ضرورت پیش آئے ✦

کانگریس اور مسلمان

کہا جاتا ہے۔ مسلمان کانگریس میں حصہ نہیں لیتے۔ لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا۔ کہ کانگریس جو سلوک مسلمانوں سے کرتی ہے وہ کوئی باغیرت قوم برداشت بھی کر سکتی ہے۔ چونکہ کثرت ہندوؤں کی ہے۔ اس لئے کانگریس صحیح معنوں میں ہندو کانگریس ہے اس کا فرض ہے کہ قلیل التعداد مسلمانوں کو اپنے حسن سلوک کا یقین دلائے۔ انکے حقوق کا خاص طور پر خیال رکھے لیکن حالت کیا ہے یہ کہ حقوق کا خیال رکھنا تو بڑی بات ہے جذبات اور احساسات کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ بلاوجہ اور بلا ضرورت ایسا طریق عمل اختیار کیا جاتا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو حقیر اور ذلیل قرار دیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں کانگریس کا جو اجلاس الہ آباد میں ہوا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے ایک مشہور کانگریسی لیڈر مسٹر پانڈے نے کہا۔

"سابقہ زمانہ میں مسلمان اپنی فوجوں کے آگے گئوؤں کو اپنی حفاظت کے لئے صف بستہ کرتے تھے۔" (ملاپ ۳ جولائی)

مسلمانوں کے سابقہ زمانہ کے ذکر کا نہ کوئی موقعہ تھا۔ نہ محل۔ اور پھر بات وہ کہی گئی ہے جسے نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ واقعات سے ثابت ہے۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے۔ انکی غرض سوائے مسلمانوں کی تحقیر کے کچھ نہیں۔ جو لوگ شرافت کے ادنیٰ آداب سے بھی اس درجہ عاری ہوں۔ یا مسلمانوں کو ان کا مستحق نہ سمجھتے ہوں۔ انپر ملکی اور سیاسی حقوق کے متعلق کون عقلمند اعتماد کر سکتا ہے ✦

وید پڑھنے کی اجازت

آریہ صاحبان یوں تو اپنے دھرم کے عالمگیر ہونے کا بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے ہیں اور یہاں تک دیدہ دلیری سے کام لیتے ہیں۔ کہ اسپر مباحثہ کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے۔ ویدک دھرم ان لوگوں کو بھی اپنے پاس نہیں پھٹکنے دیتا جو پیدائشی لحاظ سے ہندو کہلاتے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کے اس طبقہ کو جسے شودر کہا جاتا ہے۔ قطعاً اس بات کی اجازت نہیں کہ ویدوں کو پڑھ یا سن سکے۔ چونکہ موجودہ روشنی کے زمانہ میں جبکہ حیوانوں کو بھی انکے حقوق دیئے جا رہے ہیں۔ ویدک دھرم کے راسخ العقیدہ پیرو گوارا نہیں کرتے۔ کہ شودر ویدوں کو دیکھ بھی سکیں۔ اور اسے اپنے مذہب کی سخت توہین اور اسکے مقدس احکام کی خلاف ورزی سمجھتے ہیں۔ اس لئے با اختیار حکمران اسکے متعلق قانون بنا رہے ہیں۔ چنانچہ ریاست میسور نے حال میں یہ قانون نافذ کیا ہے۔ کہ "اچھوت ہندوؤں کو آزادی حاصل ہے کہ کھلے بندوں وید پڑھیں۔ جو شخص انکو ایسا کرنے سے روکے گا۔ اسے قید اور جرمانہ کی سزا ملے گی۔"

(ملاپ ۲۵ جولائی)

قانون بننے کو تو بن گیا۔ لیکن ویدوں کا پڑھانا جن لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر انہیں پڑھانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ تو اس کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ چاہیئے یہ کہ وہ لوگ جو وید جانتے ہیں۔ اگر رضامندی سے پڑھانے کے لئے تیار نہ ہوں تو قانونی طور پر انہیں اس کے لئے مجبور کیا جائے۔ اور مذکورہ بالا قانون میں اتنی وسعت اور کر دی جائے۔ کہ وید پڑھنے کا شائق خواہ کسی مذہب کا انسان ہو۔ اسے پڑھانے سے دریغ نہ کیا جائے۔ اگر وید "صداقتوں کا بھنڈار" ہیں۔ اور "روحانیت کا سرچشمہ"۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ صداقت اور روحانیت کے متلاشیوں کو اس سے مستفید ہونے کا موقعہ نہ بہم پہنچایا جائے۔ لیکن افسوس۔ یہ بات کسی روشن خیال اور با اختیار ہندو کی سمجھ میں بھی ابھی تک نہیں آئی۔

ہندو خواتین کی قابل رحم حالت

ہندو اخبارات کا بیان ہے۔ ہندوؤں کی مال و دولت کے ساتھ حد سے بڑھی ہوئی محبت ایک نئے رنگ میں جلوہ افروز ہو رہی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اچھے پڑھے لکھے شادی شدہ مرد اس لئے اپنی عورتوں سے بدسلوکی اور بے اعتنائی کرتے ہیں کہ وہ اپنے اقرباء سے روپیہ حاصل کر کے دیں۔ ورنہ ویدک دھرم کے اس حکم کی خلاف ورزی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جو ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری کی ممانعت کے متعلق ہے۔ اخبار "ملاپ" (۲۵ جولائی) اس قسم کے ایک تازہ واقعہ کا ذکر کرتا ہوا۔ جس کا ہیرو "آریہ سماج جیسی دھارمک۔ پوتر اور اصلاح کن سوسائٹی کا ایک برگزیدہ ممبر" ہے۔ لکھتا ہے:۔

"پنجاب میں اہل ہنود میں ایک نئی بیماری شروع ہوئی ہے اگر ہندو سوسائٹی نے اس کا جلد تدارک نہ کیا۔ تو یہ وبا بڑھ جائے گی۔"

ایسے سنگدل ہندوؤں کے متعلق کچھ کہنا تو عبث ہے۔ جو دولت کے اس قدر دلدادہ ہیں۔ البتہ ہندو خواتین کی حالت قابل رحم اور لائق امداد ہے۔ جو پہلے ہی ناقابل برداشت معاشرتی پابندیوں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ مسلم خواتین اگر ہندو عورتوں سے تعلقات پیدا کر کے ان کے دکھ سکھ میں حصہ لیں اور انہیں مفید مشورے دے سکیں۔ تو یہ انکی اپنے طبقہ کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اور ثواب عظیم کا موجب ✦

اشارات

"آل انڈیا کانگریس کمیٹی" نے جو تمام ہندوستان کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ ذمہ وار سیاسی پارٹی سمجھی جاتی ہے۔ اپنے حال کے اجلاس منعقدہ الہ آباد میں جن عجیب و غریب حقائق کا انکشاف کیا ہے۔ ان سے ہندو لیڈروں کی خود غرضی۔ موقعہ شناسی اور مطلب برآری کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔

مسٹر دت اور بھگت سنگھ آج کل ہندوستان کی سیاسی دنیا میں محض اس لئے "ہیرو" بنائے جا رہے ہیں۔ کہ انھوں نے اسمبلی ہال میں بم پھینکے۔ اور پھر سزا ملنے پر فاقہ کشی شروع کر دی۔ یہ کوئی ایسے "کارہائے نمایاں" نہیں جنھیں کسی لحاظ سے بھی قابل تعریف سمجھا جائے لیکن ہندوستان کی سیاسی دنیا آج کل ان "سور بیروں" کی تعریف و توصیف کے غلغلوں سے گونج رہی۔ اور اخبارات کے صفحے پر کئے جا رہے ہیں۔ اسی سے متاثر ہو کر کانگریس کے ایک دو جوشیلے ممبروں نے یہ ریزولیوشن پیش کرنا چاہا۔ کہ "مسٹر دت اور سردار بھگت سنگھ کی قربانیوں کا اعتراف کیا جائے"۔ مگر پنڈت موتی لال نہرو نے جو پریزیڈنٹ تھے۔ یہ ریزولیوشن پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔ کہ "کانگریس کمیٹی عدم تشدد کے اصول کی پابند ہے۔ اس لئے کسی ایسے فعل کی جو تشدد کے طریقہ سے کیا جائے۔ تعریف نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اسے تسلیم کیا جا سکتا ہے"۔

اگر ہندوستانی ماہرین سیاسیات کے نزدیک "آل انڈیا کانگریس" کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ اور اس کے منتخب کردہ پریزیڈنٹ کا فیصلہ کچھ وقعت کے قابل ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ نہ صرف دت اور بھگت سنگھ کو بلکہ تمام ان لوگوں کو جو "عدم تشدد کے اصول کے پابند" نہ رہے۔ ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ تا کہ وہ ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی آرگنیزیشن کے اصول کا احترام نہ کرنے کی وجہ سے کیفر کردار کو پہونچ جائیں۔ لیکن عجیب بات ہے۔ ایک طرف تو ان لوگوں سے علیحدگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف ان کے اعزاز میں "یادگاری دن" منائے جاتے۔ جلسے کر کے ان کی تعریف و توصیف کے پل باندھے جاتے۔ ان کی امداد کے لئے چندے جمع کئے جاتے اور حد یہ کہ ان کے لئے برطانوی عدالتوں سے "انصاف" حاصل کرنے کے لئے جد و جہد کی جاتی ہے۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ کانگریس تو عدم تشدد کے اصول کی رٹ لگاتی رہے لیکن کانگریسی اس اصول کی خلاف ورزی کرنے والوں کی پیٹھ ٹھونکتے۔ اور ان کے دل بڑھاتے رہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی مسلمانوں پر اس لئے طعن و تشنیع کرتے رہیں۔ کہ وہ چونکہ عدم تشدد کے اصول کو توڑنے میں ان کے ساتھ شامل نہیں۔ اس لئے وہ آزادی کے دشمن اور ملک کے بدخواہ ہیں۔ اگر آل انڈیا کانگریس کمیٹی آزادی کی دشمن ہے۔ تو بے شک اس کے کبھی ایسے تجویز کردہ اصل کی پابندی جسے وہ اب بھی قابل عمل قرار دیتی ہے۔ ملک اور قوم کی بدخواہی کہی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ تو آزادی کے دشمن اور نہایت خطرناک دشمن وہ لوگ ہیں۔ جو کانگریس کے اصل کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور وہ ہندو ہیں نہ کہ مسلمان۔

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں سب سے حیرت انگیز بات عدم تعاون کے "جنم داتا" گاندھی جی مہاراج کی تقریر تھی۔ جو انھوں نے مختلف قانون ساز مجالس مرکزی اور صوبجاتی کی نشستوں سے کانگریسی ممبروں کے مستعفی ہونے کو لاہور کانگریس کے اجلاس تک ملتوی کرنے کا ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے فرمائی۔ آپ نے کہا "لاہور کانگریس میں ابھی پانچ ماہ باقی ہیں۔ کم از کم میں ہر وقت امید کرتا ہوں۔ کہ ممکن ہے۔ آزادی کو نصب العین بنانے کی ضرورت ہی نہ پڑے"۔ (ملاپ ۳۰ر جولائی)

مطلب یہ کہ اگر گورنمنٹ نہرو رپورٹ کو منظور کر لے۔ اور اس کے مطابق ہندوستان کے سیاہ و سفید کا مالک ہندوؤں کو بنا دے۔ تو گاندھی جی بڑی خوشی سے اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ آزادی کو نصب العین بنانے کی بجائے "زیر سایہ حکومت برطانیہ" زندگی بسر کرنا باعث فخر سمجھیں۔ اور ہمیشہ کے لئے "سوراجیہ ہمارا پیدائشی حق ہے" بھول جائیں۔ لیکن اگر نہرو رپورٹ منظور نہ ہو جس کے متعلق نہایت حسرت کے ساتھ انھوں نے کہا۔ کہ "نہرو رپورٹ کوری کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور نو آبادیات کے درجہ کے حاصل کرنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی"۔ تو پھر وہ مکمل آزادی یعنی سوراجیہ کو اپنا نصب العین بنا کر اس کے لئے جد و جہد شروع کر دیں گے۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ جو لوگ "نو آبادیات کے درجہ کی حکومت" حد درجہ کی منت و سماجت کے باوجود "زیر سایہ سلطنت برطانیہ" حاصل کرنے سے محروم رہیں۔ وہ مکمل آزادی کو نصب العین بنانے کی کیونکر جرأت کر سکتے ہیں۔ اور پھر اس میں کامیابی کی کس طرح توقع رکھ سکتے ہیں یہ بات آزادی کو نصب العین بنانے کا دعویٰ کرنے والے بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اسی لئے وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ان کا مطلب آزادی حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ یہ محض دھمکی ہے۔ جو اس لئے دی جا رہی ہے۔ کہ اس سے ڈر کر انہیں۔ نو آبادیات کے درجہ کی حکومت حاصل ہو جائے۔ چنانچہ گاندھی جی نے اپنی اسی تقریر میں فرمایا:-

"یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ کئی بار تیاری اور آرگنیزیشن سے مخالف خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ اور جنگ کرنے سے احتراز کرتا رہے"۔

گویا آزادی کو نصب العین بنانے کا دعوے اس لئے نہیں۔ کہ آزادی حاصل کی جائے۔ بلکہ یہ دھمکی ہے۔ جو اس لئے دی جا رہی ہے۔ کہ گورنمنٹ خوف زدہ ہو کر نہرو رپورٹ منظور کر لے۔ اور نو آبادیات کے درجہ کی حکومت دے کر اپنے سایہ ہما پایہ سے گاندھی جی اور ان کے ہم خیالوں کو محروم نہ کرے۔ بجالیکہ وہ اُسے "شیطانی حکومت" قرار دیتے ہیں۔ کیا اس سے ظاہر نہیں کہ گاندھی جی کا کھدر پرچار۔ عدم تعاون۔ غیر ملکی پارچات کو نذر آتش کرنا وغیرہ سب کچھ محض اس لئے ہے۔ کہ ہندوؤں کے لئے اور زیادہ ہندوستان پر مسلط ہونے کا موقعہ پیدا کیا جائے جس کی توضیح نہرو رپورٹ میں کر دی گئی ہے۔ ورنہ کہاں کا سوراج اور کہاں کی سیلف گورنمنٹ۔ یہ مطالبات تو محض گورنمنٹ کو خوف زدہ کرنے کے لئے ہیں۔

احباب کرام کو یاد ہو گا۔ کہ خاتم النبیین نمبر الفضل کی نقل کر کے گذشتہ سال پیغام صلح نے اپنا ایک "آخری ہی نمبر" شائع کیا تھا۔ پیغام صلح ۱۱ر اگست کا بیان ہے۔ کہ "یہ نمبر بیحد مقبول ہوا۔ تمام ملک میں دھوم مچ گئی۔ بزرگان سلسلہ و دیگر مسلم اکابر نے بے حد پسند فرمایا۔ مسلم و غیر مسلم اخبارات نے نہایت حوصلہ افزا ریویو کئے"۔

باوجود ان سب خوبیوں کے اس بے نظیر پرچہ کی قیمت بھی صرف "اک نگاہ ناز" ہی مقرر تھی۔ پھر صرف یہی نہیں۔ بلکہ "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے پورے زور سے اس کی توسیع اشاعت کے لئے اپیل بھی کی۔ اور یہ نہایت فیاضی سے مفت تقسیم بھی کیا گیا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ابھی تک اس کی "چند سو کاپیاں" "دفتر میں موجود ہیں"۔ لیکن اس سے احباب یہ نہ سمجھ لیں۔ کہ یہ پرچہ مقبول نہیں ہوا۔ بلکہ قریباً ڈیڑھ سال گذر جانے کے باوجود بھی اس کی "چند سو کاپیوں کا دفتر میں موجود ہونا" اس وجہ سے ہے۔ کہ یہ "چند سو کاپیاں زائد چھپوائی گئی تھیں۔ اور اب "عید میلاد النبی کا تحفہ" کے طور پر تقسیم کی جا رہی ہیں"۔

مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ اس وقت "چند سو کاپیاں زائد چھپوائی گئیں"۔ وگرنہ آج تمام اسلامی دنیا کی "عید میلاد النبی" بغیر "تحفہ" کے ہی گذر جاتی۔

خیر ہمیں اس سے ضرور خوشی ہے۔ کہ "پیغام صلح" اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے "آخری ہی نمبر" نکالنے کا اعلان کیا تھا۔ اور احباب دیکھ رہے ہیں۔ کہ اس کے بعد اس نے کوئی خاص نمبر نہیں نکالا۔ اور نہ ہی انشاء اللہ کبھی آئندہ نکالنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

کیا یہ ختم نبوت کی ایک زبردست دلیل نہیں؟

خُدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء بمقام سرینگر

(نوشتہ مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل)

بعد تشہد وتعوذ وتلاوت سورہ فاتحہ کے فرمایا:-

اللہ تعالےٰ کے انعامات کا وارث ہوکر ظاہری لحاظ سے انسان پہلے سے زیادہ مشکلات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس نکتہ کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے لوگ حق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتے۔ عام طور پر لوگ دعائیں کرتے ہیں۔ تو اس رنگ میں کہ خدایا۔ ہمارے سب نقصوں کو دُور کر دے۔ اور ہمارے اندر خوبیاں پیدا کر دے۔ اور قدرتی طور پر یہی بات کہنی بھی چاہیئے کیونکہ جب تک بیماری دُور نہ ہو صحت نہیں ہو سکتی۔ پس جب لوگ دعا کرتے ہیں۔ تو پہلے عیب کے مٹ جانے کی۔ اور پھر خوبی کے پیدا ہونے کی کرتے ہیں ؂

سورہ فاتحہ کی دُعا

لیکن سورہ فاتحہ میں ہم اس کے خلاف بات پاتے ہیں۔ بظاہر پہلے کمالات کے حصول کی دُعا ہے۔ اور پھر یہ دُعا ہے۔ کہ ہم مغضوب علیہم یا ضالین نہ ہو جائیں۔ حالانکہ عام قاعدہ کی رو سے یہ چاہیئے تھا کہ دعا اس طرح ہوتی۔ کہ ہم مغضوب علیہم اور ضالین ہونے سے بچیں۔ اور منعم علیہ گروہ میں داخل ہوں۔ کیونکہ انعام بعد میں ہو سکتا ہے۔ پہلے نقائص کا دور ہونا ضروری ہے ؂

کمزوریوں کے دُور ہونے کی دُعا

یوں بھی جب ہم دنیا کی باقی چیزوں پر غور کرتے ہیں۔ تو یہی پاتے ہیں۔ انسان ہی کو لو۔ پہلے بچہ ہوتا ہے۔ پھر جوان ہو جاتا ہے پہلے کمزور حالت ہوتی ہے۔ پھر طاقت آجاتی ہے۔ مگر سورہ فاتحہ میں اس عام قاعدہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کیوں کیا گیا۔ خدا تعالیٰ کا کلام تو اس کے فعل کے مطابق ہونا چاہیئے۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ درحقیقت اس جگہ وہ ترتیب ہی مدنظر نہیں۔ جو خیال کی گئی ہے۔ وہ کمزوریاں جن کے دُور ہونے کے بعد ترقی ہوتی ہے۔ ان کے لئے سورہ فاتحہ میں دعا موجود ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین میں استعانت کا جو ذکر ہے۔ انہی کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ اسی طرح رب العلمین میں اور الرحمن الرحیم اور مالک یوم الدین میں مخفی طور پر کمزوریوں کے دُور ہونے کی دعا موجود ہے۔ پس جب عابد ان صفات الٰہیہ کا ذکر کرکے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی دعا کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہے۔ مولیٰ! تیری مدد اور نصرت کے بغیر میں ہرگز مقام عبودیت کو نہیں پہونچ سکتا۔ تو اس وقت گویا وہ ایسے مقام کو پہونچ گیا۔ جس میں اس کے عیوب ونقائص دور ہو گئے۔ اور پھر اگلے مقام کے حصول کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ یعنی اے خدا اب مجھے اپنے منعم علیہم بندوں میں شامل فرمالے ؂

غلاموں کی اقسام

دنیا میں دو قسم کے غلام ہوتے ہیں۔ ایک کفش بردار۔ جو ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتے ہیں۔ اور ترقی نہیں کرتے۔ دوم وہ جو مصاحبت کا رنگ اختیار کرکے ترقی کرتے ہیں۔ جیسے بادشاہ کے وزیر اور دربان دونوں غلام ہوتے ہیں۔ مگر ایک کی حیثیت بجز کفش بردار کے کچھ نہیں ہوتی۔ وہ اسی حالت میں رہتا ہے۔ اور دوسرا اس مقام کو پہونچ جاتا ہے۔ کہ بادشاہ اس کے پوچھے اور صلاح لئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا ؂

سالک آقا کی مرضی کے ماتحت

تو اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں یہ بتایا ہے۔ کہ اے ہمارے آقا۔ ہماری کمزوریوں کو دور فرماکر ہمیں ایسے مقام تک پہنچائے۔ کہ ہم تیرے مقرب بن جائیں۔ اور تو ہماری مرضی کو اپنی رضا کے مطابق بنادے۔ یہ وہ مقام ہوتا ہے۔ جہاں سالک اپنے آقا کی مرضی کے ماتحت چلتا ہے۔ اور آقا سالک کی مرضی کا لحاظ رکھتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی دعا کی غرض کچھ اور ہے۔ نہ کہ وُہ جو بظاہر خیال کی جاتی ہے ؂

انعام حاصل ہونے کے بعد کی دعا

منعم علیہم گروہ میں داخل ہونے کی دُعا کے بعد عابد کہتا ہے۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ یعنی اے آقا اب مجھے مغضوب علیہم اور ضالین ہونے سے بچانا انسانی حالت بھی بعینہٖ یہی ہے۔ پہلے بچہ ہونے کی حالت میں کمزور ہوتا ہے۔ پھر جوان ہوکر مضبوط ہو جاتا ہے۔ اس مضبوطی اور ترقی کے بعد پھر وُہ زمانہ آتا ہے۔ کہ بوڑھا ہوکر کمزور ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ہوش وحواس قائم نہیں رہتے۔ ایسے بڑھاپے سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا سکھلائی ہے۔ کہ اے اللہ۔ ایسا بڑھاپا نہ آئے جس میں نکما ہو جاؤں۔ اور عقل ماری جائے ؂

نقصان اٹھانیکے وجوہات

انسان کو جسمانی کمزوری دو طرح سے لاحق ہوتی ہے۔ اول طاقتوں کے غلط استعمال سے۔ دوسرا بڑھاپے کی وجہ سے۔ ایسا ہی منعم علیہ انسان بھی دو طرح سے روحانی نقصان اٹھاتا ہے۔ (۱) مغضوب علیہ بنکر یعنی جن چیزوں پر اسے حق نہیں۔ ان پر قبضہ جمانا شروع کرتا ہے۔ اور اس طرح نقصان اٹھاتا ہے جیسے ایک غلام خلاف مرضی اپنے مالک کی کچھ لے لے۔ مالک ایک چیز دے۔ اور وہ دو لے لے (۲) ضال بنکر یعنی منعم حقیقی تو چیز عطا کر دیتا ہے۔ مگر منعم علیہ اُسے بھول جاتا ہے۔ اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا ؂

نقصان سے بچنے کی دعا

سورہ فاتحہ میں جو دعا سکھلائی گئی۔ اس کے ذریعہ دونوں قسم کے نقصانوں سے انسان بچ سکتا ہے۔ اور یہی دو نقصان یا بالفاظ دیگر گمراہیاں ہیں۔ جو دنیا میں آتی ہیں۔ انبیاء کے ماننے والوں میں سے مغضوب علیہم لوگ اس طرح پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ خیال کر لیتے ہیں۔ ہمارے لئے کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی قوم نے ان کے بعد یہ خیال کر لیا۔ کہ اب نبوّت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ یا ضالین پیدا ہو جاتے ہیں یعنی انہیں خدا کی طرف سے نعمت ملتی ہے۔ مگر اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے۔ کہ شریعت جو نعمت ہے اُسے لعنت قرار دے دیا گیا ؂

یہود باوجود مغضوب علیہم ہونے کے اپنے خیالات کے سخت پابند ہوتے ہیں۔ ایک مسلمان تو اُمور دین میں کوتاہی کر لے گا۔ مگر یہودی نہیں کرے گا۔ ولایت جانے والے اکثر مسلمان جھٹکا کی دوکان سے لے کر گوشت استعمال کرینگے۔ مگر یہودی جو وہاں رہتے ہیں۔ وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔ لیکن باوجود اس کے چونکہ انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے نبیوں کو ماننے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اس لئے مغضوب بن گئے ؂

غرضکہ دونوں قسم کی ناشکریاں کی جاتی ہیں۔ ایک اس طرح کہ کوئی چیز لے۔ اور اُس سے زیادہ طلب کی جائے۔ دوسرے یہ کہ

[illegible] اس کیطرف توجہ نہ کیجائے پس سورۂ فاتحہ میں غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی دعا انہی ناشکریوں سے محفوظ رہنے کے لئے سکھائی گئی ہے ✣

مسلمانوں کے تنزل کے اسباب

اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ وہ نعمت جو اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے اُسے لیکر ترقی کرنے کی کوشش کرے۔ زیادہ لینے کے لئے اسے چھوڑ نہ دے۔ بلکہ اس کی قدر کرے لاپرواہی سے اُسے نظر انداز کر کے بھول نہ جائے۔ مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ یہی دو قسم کے اسباب ہیں کسی موقعہ پر تو یہ مغضوب علیہم بنکر ذلیل ہوگئے ہیں۔ اور کہیں ضال ہو کر قعر مذلت میں گِر گئے۔ مغضوب علیہم کی مثال خوارج ہیں۔ جو انہیں حق نہیں دیا گیا تھا۔ وہ انہوں نے لینا چاہا۔ ولایت انکو نہیں دی گئی تھی۔ مگر وہ اسے اپنے قبضہ میں سمجھتے تھے۔ اور ضالین ہونے کی مثال سُنّی لوگ ہیں۔ خلافت کو مانا۔ مگر مشورہ جو اس کیلئے ضروری تھا وہ چھوڑ دیا۔ اس طرح جو نعمت خدا کی طرف سے انہیں ملی تھی اسے ترک کر دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ دونوں باتیں قائم تھیں۔ خلیفہ نسلاً بعد نسلٍ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ انتخاب سے مقرر ہوتا تھا۔ جو اہل الرائے اصحاب سے مشورہ لیتا۔ اور بلاوجہ کسی مشورہ کو رد نہ کرتا تھا۔ مسلمانوں کی رائے کا لحاظ رکھتا تھا۔ بشرطیکہ وہ رائے امورِ دین کے خلاف نہ پڑتی ہو۔

عورتوں کے حقوق

غرض گمراہی کی دو ہی حالتیں ہوتی ہیں (۱) کبھی تو ملتا ہے مگر زیادہ طلب کیا جاتا ہے (۲) کبھی خدا دیتا ہے اور بندوں کیطرف سے لینے سے انکار کیا جاتا ہے۔ آجکل مسلمانوں میں عورتوں کے حقوق ادا نہیں کئے جاتے۔ اس لحاظ سے مرد مغضوب علیہم اور عورتیں ضالین ہیں۔ مرد اس لئے کہ جو حقوق خدا نے عورتوں کے رکھے ہیں۔ وہ ادا نہیں کرتے۔ اور عورتیں اس لئے کہ وہ اپنے حقوق بھلا بیٹھی ہیں۔ ان کا مطالبہ نہیں کرتیں۔

رسول کریم کے وقت حقوق کا خیال

آنحضرت صلعم کے وقت حقوق کا بہت خیال رکھا جاتا تھا ایک دفعہ حضور نے دودھ پیا۔ دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ اور بائیں طرف حضرت ابوبکرؓ۔ چونکہ شریعت نے دائیں طرف والے کا حق مقدم رکھا ہے۔ اس لئے آپ نے اُس لڑکے سے فرمایا۔ حق تو تمہارا ہے۔ اگر تم پسند کرو۔ تو ابوبکرؓ کو دیدوں۔ لڑکے نے عرض کی۔ اگر میرا حق ہے۔ تو میں حضور کا تبرک نہیں چھوڑنا چاہتا رسول کریم صلعم مسکرائے اور دودھ کا پیالہ اُسے پکڑا دیا۔ لڑکے نے دودھ کے لئے یہ نہیں کہا تھا۔ بلکہ تبرک کے لئے کہا تھا۔

حق حقدار کو ملنا چاہیئے

غرض اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ جو ملتی ہو۔ اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ اور جو نہ ملی ہو۔ اسے ناجائز طریق سے لینے کی کوشش کیجائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بڑے بھی ناراض ہو جائینگے۔ اور چھوٹے بھی۔ بڑے اس لئے کہ چھوٹے حق سے زیادہ طلب کرتے ہیں۔ اور چھوٹے اس لئے کہ بڑے اُن کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اس لئے درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہی ہے۔ کہ نہ حق سے زیادہ طلب کیا جائے۔ اور نہ غیر کے حق کو روکا جائے۔ بالخصوص قومی حقوق کو تو ہرگز روکنا نہیں چاہیئے۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ فردی حقوق کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ قومی حقوق کے ادا نہ کرنے سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔ نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ آج مسلمانوں میں یہ دونوں قسم کے حقوق ادا نہیں کئے جاتے۔ نہ قومی حقوق ادا ہوتے ہیں نہ فردی۔ تمام قسم کے جرائم مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خیال کرتے ہیں۔ تمام عزت ان کا حق ہے۔ اس لئے مغضوب علیہم ہیں۔

دوم۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ جب انکی حالت خراب ہو جائے گی۔ اسلام کو چھوڑ دینگے تو ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو ان کی اصلاح کرے گا۔ اور انکی حالت کو سنوارے گا۔ مگر ان لوگوں نے اس نعمت کا بھی انکار کر دیا ✣

اگر مسلمان اپنے حقوق کو سمجھتے۔ اپنے مقام کو سمجھتے تو مغضوب علیہم نہ بنتے۔ مگر نہ انہوں نے اپنے حقوق کو سمجھا اور نہ مقام کو۔ جسکی وجہ سے گر گئے۔ اور پھر جو خدا کی طرف سے علاج آیا۔ اسکو بھی قبول نہ کیا۔ اگر اُس علاج ہی کو قبول کر لیتے۔ تو بھی غضب کی حالت سے نکل کر منعم علیہم میں داخل ہو جاتے ✣

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلموں اور غیر مسلموں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ خدا کی دی ہوئی ہدایتوں پر عمل کریں اور منعم علیہ گروہ میں داخل ہوں۔ اور مغضوب علیہم اور ضالین ہونے سے بچائے جائیں ✣

مسلمان عورت کا عیسائی خاوند اور انکی اولاد

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حسب ذیل خط لکھ کر اس کا جواب بذریعہ "الفضل" مشتہر کرنے کی استدعا کی ✣

سوال

ایک شخص جو کہ پیدائشی مسلمان ہو جسکی شادی بھی مسلمان عورت کے ساتھ ہوئی۔ مگر شادی سے چند سال بعد وہ شخص مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر لے۔ اور اسکی عورت اپنے مذہب پر قائم رہے لیکن زن و شوہر کے تعلقات میں کوئی فرق نہ ہو۔ اور اولاد بھی پیدا ہوتی رہے۔ تو اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین از روئے شریعت مصطفوی اور حدیث نبوی۔ کہ کیا نکاح جائز ہے اور اولاد حلال ہے یا حرام ✣ ایک فرزند توحید از رائے ونڈ ضلع لاہور

حضور نے اس کا جواب لکھنے کے لئے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب (مولوی فاضل) کو جو حضور کے ہمراہ سفر کشمیر میں ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ مولانا موصوف نے حسب ذیل جواب لکھکر الفضل میں اشاعت کے لئے مرحمت فرمایا:۔

جواب

مذکورہ بالا صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن کریم کی آیت ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین (سورۃ بیّنہ) اور ہمچو قسم دیگر آیات میں غیر مسلم اہل کتاب کو جن میں عیسائی بھی داخل ہیں کفار بتایا گیا ہے اور آیت لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم۔ کہ جو لوگ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اور مسیح ابن مریم کوئی دو ہستیاں نہیں بلکہ ایک ہی ہستی اللہ بھی ہے۔ اور مسیح ابن مریم بھی وہ کافر ہیں۔ اور آیت لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃٍ (سورہ مائدہ) جو لوگ تثلیث کے قائل ہیں اور کہتے ہیں۔ اللہ تین اقانیم میں سے ایک اقنوم ہے وہ کافر ہیں۔ میں بالتخصیص بھی عیسائیوں کو کافر کہا گیا ہے۔ اور سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہے کہ فان علمتموھن مومنٰتٍ فلا ترجعوھن الی الکفار لاھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن (جو عورتیں کسی دوسرے مذہب اور قوم کو چھوڑ کر اسلام قبول کریں۔ اگر وہ امتحان کے بعد فی الواقع مومنات ثابت ہوں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ کیونکہ نہ وہ (مومنات) کافروں کے نکاح میں جا سکتی یا رہ سکتی ہیں۔ اور نہ وہ (کافر) ان مومنات کے خاوند بن سکتے یا رہ سکتے ہیں) اور اس حکم کی بنا وہ ہے جو سورہ نساء کی آیت الرجال قوامون علی النساء (خاوند اپنی بیویوں کے مصلح اور نگران ہیں) میں بتایا گیا ہے ظاہر ہے کہ اس صلاح میں اصلاح عقائد و اعمال۔ اصلاح اخلاق و عادات اور ظاہری و باطنی ہر دو قسم کی تربیت داخل ہے۔ اور چونکہ زوجیت کا تعلق شریعتِ اسلام کی رو سے محض ایک تمدنی و معاشرتی یا طبعی تعلق نہیں۔ بلکہ اس سے بالاتر ہے اور اس کا حقیقی مقصد تقویٰ اور تعلق باللہ ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں دینی اور روحانی پہلو کی رعایت کو بہرحال مقدم رکھنا ضروری ہے۔ پس جب ایک مرد اور عورت میں کفر و اسلام کا فرق ہو اور قوّام یعنی مرد کافر ہو تو اس صورت میں اس شرط کے مفقود ہونے کی وجہ سے یہ تعلق نہ قائم ہو سکتا ہے اور نہ قائم رہ سکتا ہے۔ اس لئے کسی عیسائی شخص کے نکاح میں جو خواہ پیدائشی عیسائی ہو یا اسلام سے مرتد شدہ ہو۔ ایک مسلمان عورت کسی صورت میں نہیں آ سکتی اور نہ رہ سکتی ہے اور اس بارہ میں پیدائشی مسلمان یا عیسائی اور تبدیل مذہب کی صورت میں اسلام یا عیسائیت کو اختیار کرنے والے میں قرآن کریم میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ✣

باقی رہا یہ سوال کہ اس صورت میں اس مرد اور عورت کو اس فسخ نکاح کی بنا پر اور اس فسخ کے باوجود ان کے باہمی تعلقات زناشوئی کو بدستور قائم رکھنے کی وجہ سے زانی قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اور انکی اس حالت کی اولاد کو اولاد حلال سمجھا جائے گا یا حرام؟ سو یہ ایک بالکل الگ سوال ہے۔ جس کا تعلق ان کے نکاح کے فسخ کے ساتھ نہیں۔ بلکہ بعض اور امور کے ساتھ ہے۔ جنکی رو سے بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں جن میں شرعاً ایک نکاح باطل ہو مگر فریقین میں سے کسی فریق کو زنا کا مرتکب یا ان کی اولاد کو حرام کی اولاد قرار نہ دیا جا سکتا ہو۔ مثلاً اگر ایک شخص کی منکوحہ دراصل اسکی رضاعی بہن ہو مگر انہیں اس بات کا علم ان کے نکاح

سے ایک عرصہ بعد ہوا ہو۔ تو گو یہ نکاح باطل ہوگا۔ مگر نہ ان کو زانی کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ ان کی اس عرصہ کی اولاد کو اولاد حرام۔ ہاں جب ان پر یہ حقیقت پورے طور پر کھل جائے۔ کہ ان میں رضاعت کا تعلق ہے۔ اور نیز یہ کہ اس تعلق کی صورت میں مناکحت جائز نہیں اور باوجود اس کے وہ دیدہ و دانستہ اپنے تعلقات زوجیت کو بدستور قائم رکھیں۔ تو اس صورت میں وہ بے شک زنا کے مرتکب متصور ہونگے۔ اور اس علم کے بعد کی ان کی اولاد کو اولاد حلال نہیں سمجھا جائے گا۔ سو اسی طرح اگر ایک اسلام سے مرتد ہو جانے والے شخص کی مسلمان بیوی کو یہ علم نہ ہو۔ کہ اس کا خاوند کافر ہے۔ یا یہ کہ کافر شخص سے مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں۔ اور نہ ہی قائم رہ سکتا ہے۔ یا اسے یہ علم تو ہو۔ مگر وہ بالکل بے بس ہو۔ یا اپنے آپ کو فی الواقعہ بے بس سمجھتی ہو۔ اور اس قید سے رہائی پانے کی اسے کوئی راہ نظر نہ آتی ہو۔ تو اس صورت میں وہ زانیہ متصور ہوگی اور نہ ہی اس کی اولاد کو اولاد حرام کہنا جائز ہوگا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ایک مومنہ صالحہ قانتہ عورت کے فرعون کی زوجیت میں ہونے کا ذکر ہے۔ جس کی یہ دعا تھی۔ رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین (تحریم) کہ اے میرے رب اپنے قرب میں میرے لئے جنت میں گھر بنا۔ اور مجھے فرعون اور اس کی بداعمالی سے نجات دے۔ اور ان ظالم لوگوں سے مجھے نجات بخش۔

ہاں اگر بدوں کسی لاعلمی کے اور بدوں کسی ایسی مجبوری کے جسے شریعت مجبوری قرار دیتی ہو۔ (جیسے ملکی قوانین کی پابندی یا کوئی اور حقیقی مجبوری) ایک عورت اسلام کا دعوے رکھنے کے باوجود ایک کافر شخص کے ساتھ زوجیت کا تعلق اختیار کرے۔ یا اس تعلق کو قائم رکھنا چاہے۔ تو وہ درحقیقت خود بھی اسلام سے کوئی لگاؤ نہ رکھنے والی متصور ہوگی۔ غرض مذکورہ بالا صورت میں نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اور ایسے مرد و عورت کی اولاد پر ان کے حالات کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

حصہ وصیت کی ادائیگی کی تحریک

اور

موصیوں کے اخلاص کا اظہار

۱۔ سید علی اصغر شاہ صاحب سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ چک ۱۱۶ جنوبی ضلع شاہ پور لکھتے ہیں۔ آپکی تحریک بابت حصہ جائداد پہونچی۔ موصیوں کو سنائی گئی۔ سنانے کے بعد مندرجہ ذیل اصحاب نے حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ (۱) سید علی اصغر شاہ صاحب وصیت سالانہ (۲) سید غلام جیلانی شاہ صاحب وصیت سالانہ (۳) صغرا فاطمہ صاحبہ وصیت سالانہ

۲۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن منٹگمری سے لکھتے ہیں۔ کہ میری موجودہ جائداد ۲ ہزار قیمت کی ہے۔ آپ بذریعہ کمیشن بھی اس کی قیمت ڈلوالیں۔ میں انشاء اللہ حصہ مبلغ ۱۰۰ روپیہ بہت جلد داخل کرتا ہوں۔ فقط والسلام

محمد سرور شاہ سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

میلاد النبیؐ کے جلسے اور مسئلہ ختم نبوت

جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی وضاحت

۱۸ر اگست ۱۹۲۹ء کو میلاد النبی کی تقریب پر جلسوں کی جو تحریک ہو رہی ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ ان میں غیر مسلموں کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ ان جلسوں کے متعلق خطیب جامع مسجد راولپنڈی کی یہ تجویز اخبارات میں شایع ہوئی ہے۔ اور بعض اخبار والوں نے اس کو خاص وقعت دی ہے۔ کہ ان جلسوں میں مسئلہ ختم نبوت پر بھی گفتگو ہو۔ اور باقاعدہ لیکچر دئے جائیں۔ جن میں سلسلہ احمدیہ کے خلاف پرلے درجہ کا اشتعال پیدا کیا جائے۔ خطیب موصوف نے اپنے اعلان میں بہ پیرایہ تعریض جماعت احمدیہ کے متعلق جو درشت الفاظ تحریر کئے ہیں۔ ان کا جواب دینا ہمیں مقصود نہیں۔ بلکہ سطور ذیل میں ہم صرف عقیدہ ختم نبوت کے متعلق مختصراً اپنا نقطہ خیال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تا ۱۸ر اگست کو پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے۔

جماعت احمدیہ اور عقیدہ ختم نبوت

اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ تھے۔ قرآن پاک جو ایک ابدی شریعت ہے۔ اس میں نص قطعی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "خاتم النبیین" قرار دیا گیا۔ پس اس امر سے نہ انکار کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی شخص نے جو اپنے آپ کو قرآن مجید کی طرف منسوب کرتا ہے۔ کبھی انکار کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کو تو اس بارہ میں نہایت پختگی مطلوب ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر نو احمدی سے علاوہ دیگر اقراروں کے یہ عہد بھی لیا جاتا ہے۔ کہ "میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرونگا"۔ گویا آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ متفق علیہا عقیدہ ہے۔ لیکن بایں ہمہ جو اختلاف نظر آتا ہے۔ اس کی بنا صرف لفظ "خاتم النبیین" کی تشریح میں غلط فہمی ہے وبس۔

خاتم النبیینؐ کے معنی

جماعت احمدیہ اور موجودہ فرقے اس امر پر بھی متحد ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لفظ "خاتم النبیین" مقام مدح میں واقع ہوا ہے۔ یعنی اس میں حضورؐ کی بلند شان کا ذکر خیر ہے لیکن افسوس ہے۔ کہ معنے کرتے وقت اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اور باصرار کہا جاتا ہے۔ کہ "آنحضرت بلحاظ زمانہ سب نبیوں کے پیچھے آنے والے" ہیں۔ حالانکہ "خاتم النبیین" کا یہ مفہوم حضور علیہ السلام کے لئے کوئی باعث فضیلت نہیں۔ حضرت مسیحؑ انبیاء اسرائیلی میں سب کے پیچھے آئے۔ مگر کیا یہ امر ان کیلئے خاص شان ثابت کرتا ہے؟ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ حضرت موسےٰؑ گو حضرت مسیحؑ سے پہلے آئے۔ مگر شان میں مسیحؑ سے بدرجہا بہتر تھے۔ جناب مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند تحریر فرماتے ہیں:۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۳)

یہ عبارت محتاج تشریح نہیں۔ اب ہم اپنے دوستوں سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ جب ان معنوں سے آخری ہونا باعث مدح نہ ہوا تو پھر آپ لوگ "سب نبیوں کے پیچھے" والے معنوں پر کیوں زور دے رہے ہیں۔

ختم نبوت کا مفہوم اور سرور کائنات

پھر غیر احمدیوں کا پیش کردہ مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے بھی صریح خلاف ہے۔ آیت خاتم النبیینؐ حضرت زینبؓ کے واقعہ ۵ھ ہجری میں نازل ہوئی تھی۔ اس کے چار پانچ سال بعد جب حضورؐ کا صاحبزادہ ابراہیمؓ فوت ہوا۔ تو حضورؐ نے فرمایا:۔ "لو عاش لکان صدیقاً نبیاً" اگر میرا بیٹا زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی بن جاتا۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ جلد ا صفحہ ۲۳۷) یہ صحاح کی حدیث ہے۔ اس حدیث کی صحت کے متعلق ملا علی قاری صاحب نے تحریر فرمایا ہے:۔ "له طرق ثلاثة يقوى بعضها ببعض" یہ روایت تین طریقوں سے مروی ہے۔ اور اس طرح نہایت قوی حدیث بن گئی ہے۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے بالبداہت ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضور خاتم النبیینؐ کا وہ مفہوم نہ لیتے تھے۔ جو غیر احمدی بیان کرتے ہیں۔ ورنہ حضورؐ یوں فرماتے:۔ لو عاش لما کان نبیاً لانی خاتم النبیینؐ۔ اگر یہ زندہ بھی رہتا۔ تب بھی نبی نہ بن سکتا۔ کیونکہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ مگر حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ یہی فرمایا۔ کہ اس کی نبوت میں صرف اس کی موت حائل ہوئی ہے۔ ورنہ آیت خاتم النبیین روک نہیں۔ اس تصریح کے باوجود اپنی ضد پر اڑے رہنا مومنانہ شیوہ نہیں ہو سکتا۔

خاتم النبیین کے معنے اور آیات قرآنی

خاتم النبیینؐ کے متنازعہ فیہ معنوں کے فیصلہ کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ قرآن مجید کی دیگر آیات پر غور کیا جائے۔ کہ ان سے کس فریق کے معنوں کی

[illegible] ہے کیونکہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً۔ قرآن مجید کی آیات دوسری کی تفسیر کرتی ہیں۔ اس اصول کے ماتحت جب غور کیا جاوے تو امکان نبوت کے لئے تو متعدد آیات موجود ہیں لیکن نبوت کی بندش کے لئے کوئی بھی نہیں۔ قرآن مجید نے نبوت کو لعنت قرار نہیں دیا۔ کہ اس سے نجات دلانے والا بہت بڑا محسن قرار پائے بلکہ قرآن مجید نے نبوت کو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے حضرت موسیٰ کا قول نقل فرمایا ہے۔ اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً (مائدہ ع) کہ اے لوگو! خدا کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔ گویا نبوت اور حکومت ہر دو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ قرآن مجید نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ واضح طور پر فرمایا۔ (۱) اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر (الحج ع) اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول بناتا رہے گا۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب فرشتوں میں سے رسول منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور کئے جاتے رہینگے۔ تو انسانوں کی رسالت کا کیوں انکار کیا جاتا ہے؟ (۲) ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسلہ الآیۃ (آل عمران ع ۱۸) اے مومنو! اللہ تعالیٰ تم میں خبیث اور طیب کا ہمیشہ فرق کرتا رہیگا مگر وہ تم کو براہ راست غیب سے مطلع نہ کرے گا۔ لیکن جس کو چاہے گا اپنا رسول برگزیدہ کرے گا۔ تم اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ"۔ اس آیت میں آیندہ آنے والے رسولوں کی ایک غرض بھی بتادی اور ساتھ ہی متبعین قرآن مجید کو انکی پیروی کا ارشاد فرمایا۔ (۳) ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً (نساء ع ۹) جو لوگ اللہ اور آنحضرت صلعم کی اتباع کرنے والے ہیں وہ اپنے سے پہلے منعم علیہ لوگوں کے ساتھ ہمرتبہ ہونگے یعنی وہ نبی ہونگے۔ صدیق شہید اور صالح بنیں گے۔ یہ اچھی رفاقت ہے"۔

اس آیت میں بھی بالوضاحت آنحضرت صلعم کی پیروی اور اتباع کا نتیجہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اطاعت کرنے والے نبی۔ صدیق وغیرہ بنیں گے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر بھی دلالت مقصود ہے۔ کیونکہ باقی جملہ انبیاء کی اطاعت کا آخری نتیجہ صدیق بننا بتایا ہے۔ پڑھیئے والذین امنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون والشہداء عند ربہم (الحدید ع ۲)

ان تینوں آیات سے ظاہر ہے۔ کہ قرآن مجید نبوت کو نہیں روکتا۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور شریعت اسلامیہ کی اتباع میں رہنا ضروری قرار دیتا ہے۔ اور ایسے نبیوں کے دروازے کو کھولتا ہے۔ جو آپ کی پیروی اور ظلیت سے مقام نبوت کو پانے والے ہوں۔

ختم نبوت اور صاحب شریعت انبیاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہر قوم کا الگ الگ نبی اور رسول ہوتا تھا۔ مگر حضور کی بعثت نے وہ سب کھڑکیاں بند کردیں۔ ہاں فیض الٰہی کے پانے کے لئے ایک وسیع دروازہ (gate) کھولدیا۔ اور یہ اعلان ہوگیا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اب محبوبیت کے مقام تک پہنچنے کے لئے ہر فرد بشر کو طاعت محمدی کا حلقہ زیب گلو کرنا ضروری ہے۔ اب کوئی نئی شریعت نہیں۔ اور نہ ہی کوئی صاحب شریعت جدیدہ نبی آسکتا ہے۔ اگر ہمارے دوست آیت خاتم النبیین کے یہ معنے کریں۔ تب بھی کوئی حرج نہیں یعنی آنحضرت صلعم کے بعد صاحب شریعت جدیدہ کوئی نبی نہیں انہی معنوں میں حضور علیہ السلام نے لانبی بعدی فرمایا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"وہاں لانبی بعدی آیا ہے۔ اس کے معنے نزدیک اہل علم کے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاویگا" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

اور پھر خاتم النبیین کے یہی وہ معنے ہیں۔ جنپر امت مسلمہ کا اتفاق رہا ہے اور سب بزرگ یہی مانتے رہے ہیں۔ چنانچہ چند حوالجات یہ ہیں:۔

(الف) "ھذا ایضاً لاینافی حدیث لانبی بعدی لانہ اراد لانبی ینسخ شرعہ"۔ لانبی بعدی سے آنحضرت کی مراد یہ تھی کہ ناسخ شریعت اسلامیہ کوئی نبی نہ ہوگا (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

(ب) سید عبدالکریم الجیلانی لکھتے ہیں:۔ "ان نبوۃ التشریع انقطعت بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلعم پر نئی شریعت لانیوالی نبوت بند ہوگئی"

(الانسان الکامل صفحہ ۱۶۹)

(ج) امام شعرانی تحریر فرماتے ہیں:۔ "انما ارتفع نبوۃ التشریع فقط۔۔۔ فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی ولارسول بعدی ای ما ثم من یشرع بعدی شریعۃ خاصۃ" (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۳) صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔ آنحضرت نے جو لانبی بعدی فرمایا اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ آپ کے بعد نئی شریعت لانیوالا نبی کوئی نہ ہوگا

(د) شیخ محی الدین ابن عربی تحریر فرماتے ہیں:۔

"علمنا انہ اراد بانقطاع الرسالۃ والنبوۃ بقولہ لارسول بعدی ولانبی ای لامشرع ولاشریعۃ" کہ آنحضرت نے جس نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کا اعلان کیا ہے وہ نئی شریعت اور صاحب شریعت نبیوں والی نبوت ہے" (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳ [illegible])

(ذ) ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔ "فلا ینافض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لایاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ" کہ خاتم النبیین کے صرف یہ معنے ہیں کہ آنحضرت کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپکی شریعت کو منسوخ قرار دے۔ اور آپکی امت میں سے نہ ہو" (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹)

ان چند حوالجات سے عیاں ہے۔ کہ امت محمدیہ آنحضرت کے بعد نئی شریعت والے نبیوں کو بند سمجھتی رہی ہے نہ کہ مطلقاً۔

پس اگر غیر احمدی اصحاب خاتم النبیین کے لفظ کا اسی قدر مفہوم لیں۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ مگر وہ تو کلیۃً باب نبوت ظلی و غیر ظلی کو مسدود قرار دیتے ہیں اور کسی نبی کے آنے کو منافی خاتمیت سرور کائنات تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ دیوبند کے بانی مولانا نانوتوی تحریر فرما چکے ہیں:۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

خاتم النبیین اور عربی استعمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ عربی زبان میں جب لفظ خاتم کسی قوم کیطرف مضاف مستعمل ہوتا ہے۔ تو اسکے معنے اس جماعت کا کامل اور اعلےٰ فرد کے ہوتے ہیں نہ کہ اس نسل کا خاتمہ کرنیوالے کے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو "عجالہ نافعہ" کے ٹائیٹل پیج پر "خاتم المحدثین" لکھا ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت نے "خاتم الاولیاء" قرار دیا ہے (تفسیر صافی آیت ہذا) ابو تمام شاعر کو خاتم الشعراء قرار دیا گیا ہے لکھا ہے ؎ فجع القریض بخاتم الشعراء وغدیر روضتہا حبیب الطائی [illegible]

کیا ان اور ایسے ہی دوسرے موقعوں پر یہ مراد ہے کہ اب انکے بعد نہ کوئی محدث ہو اور نہ ہی ولی ہو اور نہ ہی شاعر؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ انکے معنے یہ ہیں کہ یہ لوگ اس مضاف الیہ قوم کے سردار۔ انمیں سے اعلےٰ فرد ہیں۔ سو خاتم النبیین کے بھی یہ معنے ہونگے "نبیوں کا کامل اور اعلےٰ فرد"۔ اور یہ معنی آنحضرت صلعم کی شان کو بلند کرتے ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ اب انکے ماتحت ہو کر بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ آیت قرآنی خاتم النبیین کا اسلوب بیان تو آپکو نبیوں کا بھی باپ قرار دیتا ہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے اس آیت کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"حاصل مطلب آیۃ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے"۔ (تحذیر الناس صفحہ [illegible])

غرض لفظ خاتم النبیین اپنی ترکیب وضعی اور محل کے لحاظ سے انبیاء غیر تشریعی کے آنے میں روک نہیں بلکہ مؤید ہے۔

نبیوں کا خاتم اور حضرت مسیح ناصریؑ

کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ ہمارے مخالف ہمیں جو امت محمدیہ کے ایک فرد کو مقام نبوۃ سے سرفراز ہو کر امت کی اصلاح کیلئے مبعوث شدہ مانتے ہیں مطعون کرتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح ناصریؑ کو جو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے اور ہمیشہ نبی ہیں امت میں لا رہے ہیں۔ اگر غائر نظر سے دیکھا جاوے تو ہمارے اور انکے درمیان مابہ النزاع یہ نہیں کہ آیا آنحضرت کے بعد نبی آسکتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اسمیں تو دونوں فریق متفق ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی آئیگا۔ صرف اختلاف اس بات میں ہے کہ آیا وہ نبی امت محمدیہ میں سے آنحضرت کی پیروی کر کے نبی بنے گا۔ یا کوئی مستقل نبی امت محمدیہ کی اصلاح کیلئے آئیگا۔ اور اس اختلاف کے متعلق سطور بالا میں ہم مختصر عرض کر چکے ہیں۔ کہ قرآن پاک اس قسم کی نبوت کو جاری بتاتا ہے احادیث اسکی تائید کرتی ہیں۔ علماء امت بالاتفاق اسپر صاد کرتے ہیں اور خود غیر احمدیوں کا عقیدہ اس کا مؤید ہے اب نامعلوم پھر بھی احمدی ختم نبوت کے منکر کس بناء پر قرار دئے جاتے ہیں؟

نبیوں کو ختم کرنے کی نوعیت

اگر بالفرض ان معنوں کو درست بھی مان لیا جائے۔ کہ "آنحضرت صلعم نبیوں کو ختم کرنے والے" ہیں۔ تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ سب نبی فوت ہو چکے تھے۔ ان کی شرائع منسوخ قرار دی جا چکی تھیں حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیحؑ تک سب نبی گذر چکے تھے۔ بالفاظ دیگر وہ خود ختم ہو چکے تھے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر ان کا کیا ختم کیا۔ غیر احمدیوں کے زعم میں حضرت مسیحؑ زندہ تھے۔ مگر بقول ان کے ان کو آنحضرتؐ نے ختم نہیں کیا۔ بلکہ وہ پھر بھی آجائیں گے۔ گویا جو ختم ہو چکے تھے۔ ان کا ختم کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اور جو زندہ باقی ہے۔ وہ ویسا ہی زندہ ہے۔ تو آنحضرتؐ نے ختم کس کو کیا۔ اور کس طرح کیا۔ اس سوال پر جتنا بھی گہرا غور کیا جائے۔ غیر احمدی نظریہ کی سطحیت عریاں ہوتی جاتی ہے۔ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کو ختم کیا۔ مگر کس طرح۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ حضورؐ نے جملہ انبیاء کے کمالات حاصل کئے۔ بلکہ ان سے بڑھ گئے۔ اور نبوت کے آخری درجہ کو آپؐ نے حاصل کر لیا۔ اس طرح آپؐ نے نبیوں کو بھی ختم کر دیا۔ اور نبوت کو بھی۔ گویا ؎

حسن یوسفؑ دم عیسےٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ان معنوں سے گر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیینؐ کہا جائے۔ تو عین مناسب ہے۔ یعنی آپؐ کو جملہ انبیاء سے افضل مانا جائے۔ مگر آپؐ کے بعد نبوت کو بند قرار دینا خلاف منشائے قرآن مجید ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا باعث؟

ختم نبوت اور نبیوں کی ضرورت

پھر یہ معنے کچھ شائستہ اعتبار بھی ہوتے۔ بشرطیکہ یہ ذمہ داری لے لی جاتی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ضلالت گمراہی اور فسق و فجور کے دروازے بھی بند کر دئے گئے ہیں۔ کیونکہ جب نبیوں کا کام باقی نہیں۔ تو ان کا آنا خود بے سود ہے۔ لیکن جب یہ صورت نہیں۔ بلکہ آخری زمانہ قرآنی اور احادیثی پیشگوئیوں کے مطابق اپنے ہولناک فتن اور ایمان سوز مادیات کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ تو پھر نبوت کو بند قرار دینا جو یقین اور تعلق باللہ کا واحد ذریعہ ہے۔ سراسر غلطی ہے۔ ضرورت کا اعتراف تو خود غیر احمدیوں کو بھی ہے۔ اس لئے تو وہ حضرت مسیحؑ کے لئے چشم براہ ہیں۔ پس جب ضرورت موجود ہے۔ تو نبوت کے امکان کا انکار کیونکر ممکن ہے۔

مقام حیرت اور مفید مشورہ

اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۸ اگست کے جلسوں میں غیر مسلم اصحاب کو بھی بکثرت بلایا جائے گا۔ اور ان کے سامنے ختم نبوت کے عقدہ کی گرہ کشائی کی جائے گی۔ حیرت کا مقام ہے۔ کہ مسلم کہلانے والے اس عقیدہ کو اپنے مخصوص رنگ میں پیش کر کے کس فائدہ کی توقع رکھتے ہیں۔ احباب جماعت احمدیہ کے لئے تو مناسب بھی تھا۔ کہ وہ اپنے مجوزہ جلسوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں اس بات کو پیش کرتے۔ کہ آپؐ کی اتباع سے نبی بن سکتے ہیں۔ مگر وہ کمال دانشمندی سے باہمی اختلاف کا موجب بن سکنے والی بات کو درمیان میں نہیں لائے۔ اور نہ لائیں گے لیکن حیرانی ہے۔ کہ غیر احمدی اس باب میں کیا کہیں گے۔ کیا یہ کہہ کر آپؐ کی فضیلت منوائیں گے۔ کہ آپؐ نے آکر وہ نعمت جو ابتدائے آفرینش سے نسل آدمؑ کو ملتی رہی بند کر دی؟

امید ہے۔ ان جلسوں کے ارباب حل و عقد اس بارے میں اپنے تدبر اور دانشمندی کا ثبوت دیں گے۔ اور ان جلسوں کو اس رنگ میں رنگین ہونے نہ دیں گے۔ کہ اصل مطلب ہی فوت ہو جائے۔ اور پھر وہی باہمی تو تو میں میں باقی رہ جائے۔

میں نے مختصر الفاظ میں ختم نبوت کے متعلق احمدیہ نقطہ نگاہ پیش کر دیا ہے۔ انصاف پسند ناظرین سے توقع ہے کہ وہ ہماری طرف کسی غلط بات کو منسوب کر کے اپنے سامعین کو مغالطہ میں نہ ڈالیں گے۔

خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندھری قادیان

اطلاع

ہمیں انگلش ٹیچر مل گیا ہے۔ اس کے لئے اب کوئی صاحب درخواست نہ کریں۔

سردار امیر محمد خان تمندار قیصرانی

اکسیر معدہ

آپ کو کیا فائدہ دیگی

یہ امراض معدہ وسینہ کا لاثانی علاج ۔ بکثرت ۔ دودھ ۔ گھی ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے ۔ تمام بیماریوں کی جڑ کمزور معدہ ہے ۔ اگر آپ کو کھانا بخوبی ہضم ہوتا ہے ۔ تو آپ کے لئے سادہ غذا بھی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں ۔ ورنہ مرغن ۔ لذیذ اور مقوی غذا بھی محض وبال ہے ✠

یہ اکسیر معدہ ۔ ہیضہ ۔ بدہضمی ۔ کمی بھوک ۔ درد شکم ۔ اپھارہ ۔ باد گولہ ۔ پیٹ کا گڑ گڑانا ۔ کھٹی ڈکاریں ۔ قے ۔ جی کا متلانا ۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا ۔ سر چکرانا ۔ آنکھ و دماغ کی کمزوری ۔ گرمی کی شدت ۔ پیاس کا زیادہ لگنا ۔ ہاتھ یاؤں گرم رہنا ۔ کرم شکم ۔ تبخیر ۔ اسہال ۔ ریاح ۔ کھانسی ۔ دمہ وغیرہ کے لئے تیر بہدف ہے ۔ دودھ ۔ بالائی ۔ مکھن ۔ گھی ۔ گوشت ۔ انڈے وغیرہ مرغن اور مقوی اشیا ہضم کرنے کی لاثانی دوا ہے ✠

ایک ہی ہفتہ کے استعمال کے بعد بکثرت دودھ ۔ گھی روزانہ ہضم ہو جاتا ہے ۔ خون صالح پیدا ہو کر چار ۔ پانچ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے ✠

دماغ حافظہ ۔ ذہن کو تقویت اور قوت مردمی کو بدرجہ غایت بڑھاتی ہے ۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے ۔ خوراک ۲ ۔ رتی قیمت فی شیشی جو کہ ماہ کیلئے کافی ہے ۔ صرف دو روپیہ (عہ) محصولڈاک علاوہ

جناب ایڈیٹر صاحب فاروق کی شہادت

مکرمی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں ۔ کچھ دن گذرے ۔ میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کیلئے لی تھی ۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی ۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی ۔ اور میرے تمام معدہ اور شکم کی تکلیف رفع ہو گئی ۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور ساتھ ہی مزید درخواست بھی ہے ۔ کہ براہ کرم اور اکسیر معدہ عطا فرمائیں ۔ مشکور ہونگا ۔ اللہ تعالےٰ آپ کے کام میں برکت دے ۔ آمین ✠ ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

ایک اللہ والے درویش کا عطیہ

ہجیرال یعنی خنازیر

سات روزہ خوراک ۱۲؎ ۔ لیپ یعنی مرہم ۸؎ ۔ مکمل تین بکس میں کلی شفا ہوگی

دوا نہیں دعا ہے ۔ قیمت (لعہ)

کمائی ہے ۔ مگر دولت کی نہیں ۔ ثواب کی مطلب ہے ۔ مگر دنیا نہیں عاقبت کا ۔ دوائی مزدوری اور اجرت اشتہار کا تخمینہ لگا کر قیمت نہیں بلکہ لاگت

ملنے کا پتہ :- **عطائے درویش لاہور**

درعدالت ڈھلواں راج کپورتھلہ

باجلاس میاں عبد المجید خاں صاحب عدالتی بہادر

سردار سوچیت سنگھ صاحب و سردار کشن سنگھ صاحب و سردار کیسر سنگھ پسران سردار ایشر سنگھ قوم جیال سکنائے کپورتھلہ مدعیان

بنام

بھان سنگھ ولد منگل سنگھ کموہ ساکن ٹھٹہ حال وارد چک نمبر ۳۵۲ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ :- مدعا علیہ

دعویٰ

الللعہ / بادمدعہ ۔ بروئے تمسک

اشتہار طلبی مدعا علیہ

چونکہ مدعا علیہ لاپتہ ہے ۔ اس لئے تاریخ پیشی ۱۲ اسوج سمت ۱۹۸۶ بکرم مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء مقرر ہو کر اشتہار طلبی مدعا علیہ زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر جواب دہی کرے ۔ ورنہ عدم حاضری کی نسبت کارروائی ضابطہ کی جائے گی ۔ مورخہ ۲۲ ساؤن سمت ۱۹۸۶ بکرم

دستخط حاکم

باجلاس میاں عبد المجید خاں صاحب عدالتی بہادر

ڈھلواں ریاست کپورتھلہ

میلا رام ولد کرپا رام کھتری کرتار پور ۔ حال وارد رائے پور ارائیاں مدعی

بنام

امام الدین ۔ جمال الدین پسران رحمت علی ارائیں سکنائے رائے پور ارائیاں مدعا علیہم

دعویٰ

مالللعہ ۔ بروئے تمسک

اشتہار طلبی مدعا علیہ

حلفیہ بیان مدعی سے پایا جاتا ہے ۔ کہ مدعا علیہ دیدہ و دانستہ حاضری سے گریز کرتے ہیں ۔ اس لئے تاریخ پیشی ۴ اسوج سمت ۱۹۸۶ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۲۹ء مقرر ہو کر اشتہار طلبی مدعا علیہ زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر جوابدہی کریں ۔ ورنہ عدم حاضری کی نسبت کارروائی ضابطہ کی جائیگی ۔ مورخہ ۱ ساون سمت ۱۹۸۶ بکرم دستخط حاکم

ضرورت

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کو ایسے شریف اور بارسوخ آدمیوں کی ضرورت ہے ۔ جو بالکل بیکار ہوں ۔ یا اپنے فالتو وقت کے واسطے کسی باعزت کام کی تلاش میں ہوں ۔ روزانہ دو تین گھنٹہ کے کام سے سو روپیہ ماہوار آمدنی ہو سکتی ہے ۔ صرف وہی اصحاب درخواست کریں ۔ جو کم از کم ایک سو روپیہ نقد ضمانت دے سکیں ۔ درخواست کے ہمراہ جواب کے لئے ٹکٹ روانہ فرمائیے ✠

نوٹ :- حصے فروخت کرنے کیواسطے شریف اور بارسوخ آدمیوں کی ضرورت ہے ✠

منیجر دی تاج کمپنی لمیٹڈ ۔ ریلوے روڈ لاہور

بہت جلد ضرورت ہے :- مڈل و انٹرنس کے طلباء کی جو کہ اچھو سے تین سو روپیہ تک کی ملازمت ہمارا چار ماہ کا کورس شارٹ ہینڈ ۔ بک کیپنگ کارسپانڈنس ٹائپ رائٹنگ کا پاس کریں ۔ اور ریلوے گورنمنٹ آفیس و یورپین فرم میں ملازمت کے لائق بن جائیں ۔ یہ کالج یورپین کے انتظام میں ہے ۔ اور سنٹرل چیمبرس آف کامرس کا سنٹر ہے ۔ زیادہ حالات کے لئے پراسپکٹس طلب کریں ✠

جنرل منیجر امپیریل کالج آف کامرس ۱۱ میکلوڈ روڈ لاہور

اعلان

میرا بھانجہ عزیز حبیب اللہ ولد اللہ دتا مرحوم ککے زئی ساکن امین آباد علیہ ۔ رنگ سانولہ ۔ رنگ میانہ ۔ مضبوط جسم ۔ قد قریباً ۵ فٹ ۔ عمر ۱۷ ، ۱۸ ۔ سال ۔ بلا ریش ۲۹ ۔ ۲۹ کو محبوب عالم احمدی اینڈ سنز نیلا گنبد لاہور سے خود بخود کہیں چلا گیا ہے ۔ لالہ موسیٰ اور جہلم تک جانا بیان ہوا ہے ۔ بائیسکلوں کی دوکانوں سے ملیگا ۔ بصورت دستیابی مجھے تار دے دیں ۔ یا کوئی دوسرا ہمراہ لے آئے ۔ جگہ اخراجات ادا ہونگے ۔ **خاکسار**

ملک محمد الدین ککے زئی امین آباد ۔ گوجرانوالہ

رشتہ مطلوب ہے

ایک لڑکی بیوہ ۔ عمر بیس سال ۔ امور خانگی سے واقف قرآن شریف پڑھی ہوئی کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے ۔ لڑکا مبایع ۔ قوم ککے زئی ۔ عمر تیس سال سے کم برسر روزگار ہو ۔ ضلع گوجرات سیالکوٹ گوجرانوالہ و شہر جہلم کو ترجیح ہوگی ۔ خط و کتابت :-

حاجی محمد ٹھواری معلم ونگہ متصل مشن سکول

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۹ اگست۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مقدمہ سازش لاہور کے ملزم مسٹر سکھدیو نے مقاطعہ جوعی ترک کر دیا ہے +

لاہور ۹ اگست۔ پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی کے سیکرٹری نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ مشرقی افریقہ کے ہندوستانیوں کی نیشنل کانگرس کا ایک وفد زیر قیادت آنریبل مسٹر ٹی۔ پی پانڈے ہندوستان میں آیا ہے۔ اور اس غرض سے دورہ کر رہا ہے۔ کہ مشرقی افریقہ کے ہندوستانیوں کے معاملہ کو اہل ہند کے سامنے پیش کرے +

امرتسر ۹ اگست۔ پراونشل نوجوان بھارت سبھا کانفرنس کا تیسرا سالانہ اجلاس جلیانوالہ باغ کے اندر منعقد ہوا لوگ کثیر تعداد میں شریک اجلاس ہوئے۔ صدر منتخب نے اپنے خطبہ صدارت میں اظہار افسوس کیا۔ کہ نہرو رپورٹ میں مزدوروں اور کسانوں کے حقوق نظر انداز کر دئے گئے ہیں۔ آخر میں آپ نے بھگت سنگھ اور دت وغیرہ سے اظہار ہمدردی کیا +

پشاور ۸ اگست۔ کابل کے مسافروں کا بیان ہے کہ موجودہ حکمران کابل کو بھی تجدد کا زکام لاحق ہونے لگا ہے۔ وہ پتلون پہننے لگا ہے اور رولس رائس کو چلاتا ہے۔ پگڑی کی جگہ پرانی قراقولی ٹوپی اختیار کی گئی ہے۔ فوٹو گرافی (نقاشی کشی) کے امتناعی احکام واپس لے لئے گئے ہیں۔ اور کرنسی نوٹ جاری کر دئے گئے ہیں۔ شہر کابل میں بڑی مضطربانہ دہشت پھیلی ہوئی ہے +

الہ آباد ۹ اگست۔ مقدمہ سازش کاکوری کے سلطانی گواہ بنارسی لال نے پولیس کے پاس رپورٹ کی ہے۔ کہ اسے فرخ آباد سے بم کا رجسٹرڈ پارسل موصول ہوا ہے۔ جو خطرناک قسم کا ہے اس پارسل کے ہمراہ جو خط آیا تھا۔ اس میں درج تھا۔ کہ اس میں اعلیٰ درجہ کے ہندوستانی عطر ہیں۔ پارسل کھولا گیا۔ تو بنارسی لال کا سارا خاندان اس کے گرد جمع ہو رہا تھا۔ لیکن سب بال بال بچ گئے +

پونا ۸ اگست۔ بمبئی کونسل میں احاطہ بمبئی کے مسودہ قانون تحفظ کو پیش کرتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا۔ کہ فسادات بمبئی کے پیش نظر ایسے قانون کی ضرورت ہے۔ تاکہ پولیس اور حکام ایسی صورت حالات سے اچھی طرح نپٹ سکیں +

پرانتیج ۸ اگست۔ گذشتہ ہفتہ احمد آباد پرانتیج ریلوے لائن کے رکھیال اسٹیشن پر پینتیس کے قریب مسلح ڈاکوؤں نے دھاوا بول دیا۔ دھاوا بولنے سے پیشتر انہوں نے تار کا سلسلہ توڑ دیا۔ اسٹیشن ماسٹر کو زدوکوب کیا گیا۔ ڈاکو آٹھ سو کے قریب روپیہ اور نوٹ وغیرہ لے گئے۔ پولیس عین موقعہ پر آ گئی۔ اور ڈاکوؤں کو مع نقدی کے واپس جاتے ہوئے تار دوا کے نزدیک گھیر لیا۔ ایک درجن سے زائد ڈاکو گرفتار ہو گئے ہیں +

میسور ۹ اگست۔ پنڈت دھرم دیو آریہ سماج مشنری منگلور کو سٹی مجسٹریٹ میسور کی عدالت سے بیس روپیہ جرمانہ کی سزا اس جرم میں ہوئی ہے کہ آپ نے بلا اجازت حاصل کئے ہوئے ایک جلسہ عام میں ویدوں کی تعلیم پر لیکچر دیا۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں دس یوم کی قید محض کی سزا بھگتنی ہوگی۔ پنڈت جی نے جرمانہ ادا کرنا پسند نہ کیا۔ اور خوشی سے جیل میں چلے گئے +

رنگون ۹ اگست۔ کونسل کے اجلاس میں آج یہ ریزولیوشن کہ فہرست رائے دہندگان سے تذکیر و تانیث کی تفریق دور کر دی جائے۔ منظور ہو گیا۔ حکومت نے مخالفت نہیں کی +

کراچی ۹ اگست۔ سندھ میں طغیانی کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے۔ اس کا سرکاری اندازہ ۵۰ لاکھ لگایا گیا ہے +

شملہ ۹ اگست۔ سر رامن جی دلال اسمبلی سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ مسٹر ڈی۔ ایف ملا کو نامزد کیا گیا ہے +

کوہاپور ۹ اگست۔ تمام شہر میں طاعون کی وبا سرائت کر چکی ہے۔ نیز بلگام اور اس کے مضافات سے بھی ہولناک خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ مرضا کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مردہ چوہے ہزاروں کی تعداد میں گلیوں اور کوچوں میں پائے جاتے ہیں۔ جو علاقے ابھی تک محفوظ تھے۔ ان میں بھی وبا تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہے +

کٹنی کا ایک تار مظہر ہے۔ کل ایک ہندو جلوس نے مسلمانوں کو بہت پریشان کیا۔ جلوس والوں نے پتھر پھینکے۔ اور بے فکری سے لاٹھیاں چلائیں۔ اور مسلمانوں کو ان کے گھروں اور دوکانوں میں مارا گیا۔ شہر میں سخت ہیجان ہے +

شملہ ۱۱ اگست۔ یہاں اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ گڑھ شنکر میں ایک بم پھینکا گیا۔ جس کی وجہ سے ایک ذیلدار کو معمولی زخم آئے۔ اس موقعہ پر پولیس کا ایک عہدیدار ضلعدار کے پاس موجود تھا۔ ہنوز تفصیلات معلوم نہیں ہوئیں +

سری نگر ۷ اگست۔ کرنال سے کشمیر سرحد پر ۱۲۶ اسلحہ خفیہ درآمد کرنے والے آئے ہوئے ہیں۔ اور یہ اسلحہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ سرحدی حکام کی امداد کے لئے ریاست نے فوج کا ایک دستہ اور دو مشین گنیں ارسال کی ہیں +

لاہور ۱۰ اگست۔ اسیران مقدمہ سازش لاہور اور قتل سانڈرس کے ملزموں نے حکومت کو ان شرائط سے مطلع کر دیا ہے۔ جن کے حکومت کی جانب سے تسلیم کئے جانے پر وہ مقاطعہ جوعی کی ترک پر رضامند ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت پنجاب اب ان قوانین میں ترمیم کرنے کی کوشش کرے گی جن کے ذریعہ سے ایسے ملزموں کو جن کا مقدمہ کسی عدالت میں جاری ہو۔ اور ہنوز قطعی فیصلہ نہ ہوا ہو) خورد و نوش و دیگر ضروریات کے لئے مزید مراعات دی جا سکیں۔ حکومت پنجاب اپنی سفارشات کو حکومت ہند کے روبرو پیش کر کے منظوری حاصل کرے گی +

پشاور ۸ اگست۔ لوگوں نے ان افغان طلبہ کو جو حال ہی میں یورپ سے واپس آئے ہیں۔ کابل جانے سے روکنے کی مسلسل اور سخت کوشش کی لیکن انہوں نے کہا کہ ہم کو افغان خوداد سے فیض پہونچا ہے۔ اور ہمارا یہ فرض منصبی ہے کہ شخصیت کا خیال نہ کرتے ہوئے ہم مادر وطن کی خدمت سرانجام دیں +

ممالک غیر کی خبریں

ہیگ میں جرمنی سے وصول ہونے والے تاوان کی باہمی تقسیم کے متعلق کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں برطانیہ ایک طرف اور دول یورپ ایک طرف ہو رہی ہیں۔ اور خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ شائد کانفرنس درہم برہم ہو جائے۔ وزیر مالیات برطانیہ نے واپس آنے کی تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ برطانیہ کو شکائت ہے۔ کہ تاوان میں اسے کوئی حصہ نہیں ملتا +

رگبی ۸ اگست۔ سر آسٹن چیمبرلین نے کل بلفاسٹ میں تقریر کرتے ہوئے انگلستان و مصر کے مجوزہ معاہدہ کا تذکرہ کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ تجاویز انہیں خطوط پر طیار کی گئی ہیں۔ جو میں نے ثروت پاشا سے معاہدہ طے کرنے کے وقت اختیار کئے تھے۔ اور جنہیں مصر کے انتہا پسندوں نے مسترد کر دیا تھا +

ملبورن ۷ اگست۔ برطانیہ نے مصر کے سامنے مصالحت کی جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان کے متعلق آسٹریلیا نے فی الفور شبہات کا اظہار کیا ہے۔ سڈنی کا اخبار ایوننگ نیوز لکھتا ہے۔ کہ اس معاہدہ کا نازک جزو وہ ہے۔ جہاں کسی تیسری طاقت کے ساتھ جنگ کرنے کے وقت برطانیہ اور مصر عسکری اتحاد کرتے ہیں۔ یہ دفعہ اس قدر خطرناک ہے۔ کہ مستعمرات اس کی مخالفت کریں گے۔ یہ دفعہ قلمرو برطانیہ کے امن کے لئے عموماً اور قلمرو کے مشرقی انقطاع کے لئے خصوصاً سخت خطرناک ہے +

لنڈن ۹ اگست۔ خبر ہے۔ کہ انڈین سنٹرل کمیٹی اب اپنا کام ختم کرنے والی ہے۔ ابھی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ گو اس کے ہندو مسلم ممبران میں اختلاف ہے۔ لیکن ان کے درمیان مفاہمت کرانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ مفاہمت کے راستے میں ایک بڑی دقت یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ آخری فیصلہ برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے +

لنڈن ۸ اگست۔ سر ہنری سیگریو ماہ مارچ میں رفتار کا نیا ریکارڈ قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے واسطے ایک نئی تیز رفتار کشتی بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ جس کا نام مس انگلینڈ سیکنڈ رکھا جائے گا۔ اس میں تین ہزار پانسو سے پانچ ہزار تک کی ہارس پاور ہوگی۔ اور اس کی رفتار اتنی تیز ہوگی۔ کہ اسے ممدود بحر انگلستان کو پار کر کے واپس ڈوور آنے میں صرف پچیس منٹ لگیں گے +

لنڈن ۱۰ اگست۔ برکلن کے قبرستان میں گورکنوں کا آپس میں فساد ہو گیا۔ اور وہ ایک ہفتہ سے ہڑتال پر ہیں اس لئے متعدد نعشیں باہر ہی پڑی ہوئی ہیں۔ اور انہیں ابھی تک دفن نہیں کیا گیا۔ ہڑتال مند کرنے والوں کی ایک لاری ان کے سامنے آئی۔ تو انہوں نے پتھر اور کیچڑ کی بارش کا تانتا باندھ دیا اس پر لاری میں سے ایک نے گولی چلائی۔ جس سے ایک ہڑتالی ہلاک ہو گیا +

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔